ماہنامہ خواتین

رمضان المبارک/شوال المکرم 1447ھ مارچ 2026ء

جلد: 05
شمارہ: 03

ویب ایڈیشن

کیسی ہی بیماری ہو شفا ملے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْبَاسِطُ

سو بار اوّل آخر تین بار دُرود شریف پڑھ کر مریض اپنی دَوا اور پانی کی بوتل پر دَم کر لے اور ضرورت کے مطابق استعمال کرے، کیسی ہی بیماری ہو اللہ کریم کے فضل سے شفا ملے گی۔

نوٹ: ضرورتاً پانی میں دوسرا پانی ملاتے رہیے۔ مریض نہ پڑھ سکے تو کوئی اور بھی پڑھ کر دوا اور پانی پر دم کر کے دے سکتا ہے۔

امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری
4 رمضانِ کریم 1446ھ 25-3-5

جس مرض کا علاج نہ ملتا ہو

یَالَطِیْفُ 11 سو بار

اوّل آخر 11 مرتبہ دُرُودِ ابراہیم پڑھ کر پانی پر دَم کر کے مریض پانی پی لے جیسی ہی گمبھیر (خطرناک) بیماری ہو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم شفا ملے۔

دوسرا بھی پڑھ کر پلا سکتا ہے۔ (مدّت: شفا ملنے تک)

امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری
10 رمضانِ کریم 1446ھ 25-3-11

کمر درد کا وظیفہ

یَا اَللّٰہُ یَا حَکِیْمُ
21 مرتبہ

کمر پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم درد میں جلد آرام آ جائے گا۔

(شفا ملنے تک روزانہ پڑھنا ہے)

(مدنی مذاکرہ، 27 جون 2025ء)

نوٹ: وِرد کے اوّل آخر تین تین بار دُرُود شریف پڑھنا ہے۔

شوہر تنگ کرتا ہو تو

یَالَطِیْفُ یَاوَدُوْدُ

بیوی کھانا پکاتے، دودھ ابالتے، چائے بناتے، آٹا گوندھتے ہوئے الغرض کھانے پینے کی چیزیں تیار کرتے ہوئے پڑھتی رہے۔ موقع ملے تو دم بھی کرتی رہے، دم نہ بھی کر سکے تو حرج نہیں۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم شوہر محبّت کرنے لگے گا، گھر کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

مدّت: تا حصولِ مقصد

تاکید: شوہر کو ہرگز نہ بتائے ورنہ ناراضی بڑھ سکتی ہے۔

امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری
(مدنی مذاکرہ 30 جون 2025ء)

فہرست

قرآن وحدیث

تفسیرِ قرآنِ کریم	خواتین کو قرآنی نصیحت	محترمہ اُمِّ غزالی مدنیہ عطاریہ	2
شرحِ حدیث	کامل مسلمان کون؟	محترمہ بنتِ کریم بخش مدنیہ عطاریہ	5

ایمانیات وعبادات

عبادات	جمعۃ المبارک کی عبادات	محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ	7

فیضانِ سیرت

اخلاقِ نبوی	حضور کی فرشتوں سے محبت	محترمہ بنتِ رفیق عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)	11
معجزاتِ انبیا	حضرت یوشع علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط1)	شعبہ ماہنامہ خواتین	13
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	کرنے والے کام کیجئے	محترمہ ام سلمہ مدنیہ عطاریہ	15

فیضان بزرگانِ دین

فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح قصیدۂ معراجیہ (قسط10)	محترمہ بنتِ اشرف مدنیہ عطاریہ	16
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	پیغامِ بنتِ عطار، 63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر 39)	محترمہ بنتِ عطار باجی	18
	شرح شجرۂ قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ (قسط5)	محترمہ ام فیضان مدنیہ عطاریہ	20
	مدنی مذاکرہ	امیرِ اہلِ سنت	21

اسلام اور خواتین

	بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھائیں	محترمہ ام میلاد عطاریہ	23

علم نور ہے

علم نور ہے	تلاوتِ قرآن کی فضیلت	محترمہ بنتِ افضل مدنیہ عطاریہ	25

شرعی راہ نمائی

دار الافتاء اہلسنت		مفتی محمد قاسم عطاری	28
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل		مفتی محمد قاسم عطاری	30

اخلاقیات

کرنے والے کام	رات کو جلدی سونے کے فوائد	محترمہ ام انس عطاریہ	31
نہ کرنے والے کام	رات دیر تک جاگنے کے نقصانات	محترمہ بنتِ محمد اختر انصاری (فرسٹ پوزیشن)	33

فیضان دعوتِ اسلامی

نئی لکھاری	تحریری مقابلہ	محترمہ بنتِ محمد اکمل شکیل (فرسٹ پوزیشن)	35
فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز کی جھلکیاں	کفن دفن کورس		38
تاثرات وسفارشات	خواتین کے لئے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (خصوصی ایڈیشن)	محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ	39

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابوزین العابدین عطاری مدنی

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریراً) واٹس ایپ نمبر پر بھیجئے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ دعوتِ اسلامی

خواتین کو قرآنی نصیحت

محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

اللہ پاک کا فرمان ہے: وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى (پ22، الاحزاب:33) ترجمہ: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔

تفسیر

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ پاک اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بیویوں کو آداب سکھاتا ہے اور چونکہ تمام عورتیں انہی کے ماتحت ہیں، اس لئے یہ احکام تمام مسلمان عورتوں کے لئے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اگرچہ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات سے ہے، لیکن اس حکم میں دیگر تمام مومن عورتیں بھی شامل ہیں۔ پھر ایک فارسی شعر ذکر فرماتے ہیں جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے: غیر مردوں کے لئے عورت کی آنکھ اندھی ہو جانی چاہیے اور جب وہ گھر سے باہر نکلے تو اسے گویا قبر میں ہونا چاہیے (یعنی جس طرح قبر میں موجود انسان کسی کو نظر نہیں آتا اور نہ کسی کو دیکھتا ہے، اسی طرح عورت جب کسی مجبوری کے سبب گھر سے نکلے تو وہ پردے میں ایسی چھپی ہو کہ اس کا وجود دوسروں کے لئے پوشیدہ رہے۔) امام راغب فرماتے ہیں: ثوب متبرج اس کپڑے کو کہتے ہیں جس پر بروج (مینار یا نقش و نگار) بنے ہوں اور وہ خوبصورت لگے۔ جب عورت مردوں کے لئے اپنی زینت اور محاسن (خوبصورتی کے مقامات) کو ظاہر کر کے مردوں کی مشابہت اختیار کرے تو اسے تبرج کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ تبرج کا مطلب عورت کا اپنے برج یعنی محل سے باہر نکلنا یا چال میں لچک اور تکبر پیدا کرنا ہے۔ کاشفی فرماتے ہیں: صحیح بات یہ ہے کہ جاہلیتِ اولیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے، جب عورتیں موتیوں سے بنے لباس پہنتی تھیں اور راستوں میں مردوں کے سامنے خود کو پیش کرتی تھیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ جاہلیتِ اخریٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو آخری زمانے میں پہلے لوگوں جیسے کام کریں گے۔ [1]

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے دو گروہ تھے: ایک میدانی علاقے میں رہتا تھا اور دوسرا پہاڑوں میں۔ پہاڑی علاقے کے مرد خوبصورت تھے اور عورتیں بدصورت تھیں، جبکہ میدانی علاقے کی عورتیں خوبصورت تھیں اور مرد بدصورت تھے۔ ابلیس ایک لڑکے کی شکل میں میدانی علاقے کے ایک شخص کے پاس آیا اور خود کو مزدوری کے لئے پیش کیا، چنانچہ وہ اس کی خدمت کرنے لگا۔ ابلیس نے ایک بانسری بنائی جیسے چرواہے بجاتے ہیں اور اس سے ایسی آواز نکالی کہ لوگوں نے اس جیسی آواز کبھی نہ سنی تھی۔ یہ خبر آس پاس پھیل گئی اور لوگ اسے سننے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے سال میں ایک عید مقرر کر لی جس میں وہ جمع ہوتے تھے۔ اس موقع پر عورتیں مردوں کے لئے بے پردہ ہو کر نکلتیں اور مرد بھی عورتوں کے لئے سج دھج دکھاتے۔ پہاڑی علاقے کا ایک شخص ان کی عید کے موقع پر اچانک وہاں پہنچ گیا، اس نے عورتوں کو اور ان کے حسن و جمال کو دیکھا تو واپس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ چنانچہ وہ لوگ بھی ان عورتوں کی طرف منتقل ہو کر ان کے ساتھ آ کر رہنے لگے اور ان میں بے حیائی پھیل گئی۔ [2]

ایک قول یہ ہے کہ اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے جس میں عورتیں اتراتی ہوئی نکلتی اور اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کرتی تھیں تاکہ غیر مرد انہیں دیکھیں، لباس

ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکیں اور پچھلی جاہلیت سے آخری زمانہ مراد ہے جس میں لوگوں کے افعال پہلوں کی مثل ہو جائیں گے۔[3]

حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حکمِ الٰہی کا بنیادی مقصود یہ ہے کہ حضور کی مقدس بیویاں اور تمام مومن خواتین اپنے گھروں کو اپنا اصل مرکز اور جائے سکون بنائیں، کیونکہ ان کا بلا ضرورت لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہونا ہی ان کے اس بلند مرتبے اور وقار کے شایانِ شان ہے جو اسلام نے انہیں عطا کیا ہے۔ اللہ پاک خواتین کو خبردار فرماتا ہے کہ اگر کبھی کبھار کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنا بھی پڑے تو ان کی چال ڈھال ایسی نہ ہو جس سے زینت کا اظہار ہو یا دیکھنے والوں کے جذبات میں ہیجان پیدا ہو۔ انہیں جاہلیتِ اولیٰ یعنی کفر کے اس قدیم دور کی روش سے بچنا چاہیے جہاں عورتیں بے حیائی اور بغیر کسی پردے کے مردوں کے سامنے بن سنور کر آتی تھیں اور اپنے ناز و انداز سے انہیں فتنے میں ڈالتی تھیں۔ اس بری روش کے بجائے خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کو اللہ پاک کی عبادت، خصوصاً نمازِ پنجگانہ اور نوافل کے لئے وقف کریں تاکہ انہیں قربِ الٰہی حاصل ہو۔ نیز اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کے اپنی جانوں کو کنجوسی اور دنیا کی محبت جیسی باطنی بیماریوں سے پاک رکھیں، تاکہ ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکے جو جاہلیت کی ہر قسم سے مکمل طور پر پاک ہو۔[4]

عورتوں کا گھروں سے نکلنا اور نماز کا مسئلہ

حضرت عبدُ اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں کو گھروں میں روکو کیونکہ عورتیں پردے میں رکھنے والی چیزیں ہیں۔ جب عورت اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ بلاشبہ جب تو کسی کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ تجھے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔[5]

شریعت کو پردے کی حرمت کا بے حد لحاظ ہے۔ جیسا کہ حضور کی ظاہری زندگی میں عورتیں مسجدوں میں باجماعت نماز ادا کرتی تھیں، پھر تبدیلیِ حالات کے سبب علمائے کرام نے عورتوں کو مساجد کی حاضری سے منع فرما دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ بھی اپنے زمانے کی عورتوں کا مسجد میں آنا پسند نہیں فرماتی تھیں۔ جیسا کہ آپ سے منقول ہے کہ جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں، اگر حضور ان باتوں کو دیکھ لیتے تو مسجد میں آنے سے انہیں ضرور منع فرما دیتے۔[6] اب تو عورتوں کی عریانیت اور ان کی آزادی بہت بڑھ چکی ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عورتوں کا حال دیکھ کر انہیں مسجد میں آنے سے منع فرما دیا حالانکہ اس زمانے میں اگر ایک عورت نیک ہے تو ان کے زمانہ مبارکہ میں ہزاروں عورتیں نیک تھیں اور ان کے زمانہ میں اگر ایک عورت فاسقہ تھی تو اب ہزاروں عورتیں فاسقہ ہیں اور حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ عورت سراپا شرم کی چیز ہے۔ سب سے زیادہ خدائے پاک کے قریب اپنے گھر کی تہہ میں ہوتی ہے اور جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس پر نگاہ ڈالتا ہے اور حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن کھڑے ہو کر کنکریاں مار مار کر عورتوں کو مسجد سے باہر نکالتے اور حضرت امام ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مستورات کو جمعہ اور جماعت میں نہیں جانے دیتے تھے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مُتَقَدِّمین نے اگرچہ بوڑھی عورتوں کی فجر، مغرب اور عشا کی جماعتوں میں شرکت کو جائز ٹھہرایا تھا لیکن مُتاَخِّرین نے بوڑھی ہو یا جوان ہر عمر کی عورتوں کو سب نمازوں کی جماعت میں دن کی ہو یا رات کی شرکت سے منع فرما دیا اور ممانعت کی وجہ فتنے کا خوف ہے جو حرام کا سبب ہے اور جو چیز حرام کا سبب ہوتی ہے وہ بھی حرام ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب فسادِ زمانہ کے سبب اب سے سینکڑوں برس پہلے مسجدوں میں حاضر ہونے اور جماعتوں میں شرکت کرنے سے عورتیں روک دی گئیں، حالانکہ ان دونوں باتوں کی شریعت میں بہت سخت تاکید ہے تو اس زمانے میں جب کہ فتنہ وفساد بہت بڑھ چکا ہے بھلا عورتوں کا بے پردگی

کے ساتھ سڑکوں، پارکوں اور بازاروں میں گھومنا پھرنا اور نامحرموں کو اپنا بناؤ سنگار دکھانا کیونکر جائز و درست ہو سکتا ہے۔[7]

گھر میں ٹھہرنے کی فضیلت اور عقلی مثال

حضرت اُمِّ حُمید نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے شوہر ہمیں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں لیکن ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہیں۔ حضور نے فرمایا: تمہارا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا اپنے بیرونی کمروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا بیرونی کمروں میں نماز پڑھنا اپنی حویلیوں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا اپنی حویلیوں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔[8] حضرت اُمِّ سَلَمَہ فرماتی ہیں: حضور نے فرمایا: عورتوں کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو ان کے گھروں کے اندرونی حصے میں ہو۔[9] حضرت انس فرماتے ہیں: عورتوں نے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ! مرد راہِ خدا میں جہاد میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے، کیا ہمارے لئے ایسا کوئی عمل نہیں جس کے سبب ہم مجاہدین کے عمل کا ثواب پالیں؟ تو حضور نے فرمایا: تم میں سے جو اپنے گھروں میں ٹھہری رہے وہ ان مجاہدین کا درجہ حاصل کرلے گی۔[10] اس روایت سے ان عورتوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو بلا ضرورت بازاروں کی رونق بنی رہتی ہیں۔

یاد رہے! اسلام میں عورت کو گھر میں رہنے کا حکم اسے قید کرنا نہیں، بلکہ اس کی عزت و عصمت کا تحفظ ہے۔ اسے یوں سمجھئے کہ جس کے پاس قیمتی ترین ہیرا ہو وہ اسے لے کر سرِ عام بازاروں میں نہیں گھومتا بلکہ اسے مضبوط لاکر میں رکھتا ہے تاکہ لٹیرا اسے لوٹنے کی کوشش نہ کرے اور عقلِ سلیم میں یہ عمل قابلِ تعریف ہے۔ قیمتی ہیرے کا زیادہ تحفظ اسے لاکر کے اندر رکھنے میں ہے اور اسی طرح عورت کی عصمت کا زیادہ تحفظ اس کا گھر کے اندر رہنے میں ہے۔ وہ لوگ جو اسے قید قرار دے کر اعتراض کرتے ہیں، وہ حقیقت میں دانش سے دور اور کافروں کے طرزِ زندگی سے مرعوب ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ عورت اپنی عصمت کی دولت تک لٹیروں کی رسائی آسان کردے۔[11]

گھر سے باہر نکلنے کی احتیاطیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عورتوں کے بارے میں کم لباس سے مدد لو، کیونکہ جب ان کے کپڑے زیادہ اور زینت عمدہ ہوتی ہے تو انہیں باہر نکلنا اچھا لگتا ہے۔[12]

شرعی اجازت کی صورت میں گھر سے نکلتے وقت عورت غیر جاذبِ نظر کپڑے کا ڈھیلا ڈھالا برقع اوڑھے، ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جُرابیں پہنے۔ مگر دستانوں اور جُرابوں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے۔ جہاں کہیں غیر مردوں کی نظر پڑنے کا امکان ہو وہاں چہرے سے نقاب نہ اٹھائے، مثلاً: اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی محلہ وغیرہ۔ نیچے کی طرف سے بھی اس طرح برقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر نظر پڑے۔ عورت کے سر کے بال، بازو، کلائی، گلا، پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد پر بلا اجازتِ شرعی ظاہر نہ ہو، بلکہ اگر لباس ایسا پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا ایسا ٹائٹ ہے کہ جسمانی ابھار ظاہر ہوں، یا دوپٹہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے تو یہ بھی بے پردگی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: جو وَضعِ لباس (لباس کی بناوٹ) و طریقۂ پوشِش (پہننے کا انداز) اب عورات میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصّہ کُھلا ہو یوں تو خاص محارِم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کسی کے سامنے ہونا سخت حرامِ قطعی ہے۔[13]

---

1 تفسیر روح البیان، 7/170 2 تفسیر در منثور، 6/106 3 تفسیر صراط الجنان، 8/21 4 تفسیر جیلانی، 4/86، 87 ملخصاً 5 تفسیر در منثور، 6/600 6 بخاری، 1/300، حدیث: 869 7 فتاویٰ فیض الرسول، 2/635، 636 8 معجم کبیر، 25/148، حدیث: 356 9 مسند امام احمد، 44/195، حدیث: 26570 10 مسند بزار، 13/339، حدیث: 6962 11 تفسیر صراط الجنان، 8/20، 21 ملخصاً 12 مصنف ابن ابی شیبہ، 9/501، حدیث: 18007 13 فتاویٰ رضویہ جدید، 22/217

کامل مسلمان کون؟

محترمہ بنتِ کریم بخش مدنیہ عطاریہ شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز ریاست آباد واہ کینٹ

بخاری شریف میں ہے:(کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر یعنی ہجرت کرنے والا وہ ہے جو اللہ پاک کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دے۔(1)

شرحِ حدیث

یہ حدیث جوامعُ الکلم میں سے ہے یعنی اس کے الفاظ مختصر لیکن مفہوم بہت وسیع ہے۔ ان چند الفاظ میں گویا حقوقُ العباد اور حقوقُ اللہ کی تمام جزئیات کو بیان کر دیا گیا ہے۔ پہلا حصہ بندوں کی حق تلفیوں سے بچنے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے تو دوسرا حقوقُ اللہ کے حقیقی تقاضوں پر عمل کا ذہن دیتا ہے۔

کامل مسلمان کون ہے؟ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہاں حدیثِ پاک میں مسلمان سے مراد افضل مسلمان ہے جو کہ مکمل طور پہ اللہ پاک اور مسلمانوں کے حقوق ادا کرے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس حدیثِ پاک میں مسلمان کی وہ علامت بیان کر دی گئی ہو جس سے اس کے مسلمان ہونے پر استدلال کیا جائے اور وہ علامت اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد بندے کا اپنے رب کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے پر ابھارنے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ جب بندہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا تو یقینی طور پر وہ اپنے رب کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا۔(2) علامہ ابنِ بَطّال رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: اس حدیث سے مراد مسلمانوں کو زبان اور ہاتھ کے ذریعے بلکہ ہر قسم کی تکلیف دینے کو چھوڑنے پر ابھارنا ہے، اسی وجہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نیک لوگ وہ ہیں جو چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے۔(3)

ہاتھ اور زبان کا ذکر کرنے کی وجہ مسلمان کو تکلیف دینا خواہ کسی بھی طریقے سے ہو، جائز نہیں۔ لیکن حدیثِ مبارک میں بالخصوص زبان اور ہاتھ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ زیادہ تر تکلیف انہی کے ذریعے دی جاتی ہے۔ کیونکہ انسان کے دل میں جو بھی بات ہوتی ہے وہ اسے زبان کے ذریعے ہی ادا کرتا ہے، اسی طرح اکثر کام ہاتھ کے ذریعے ہی انجام دیئے جاتے ہیں تو تکلیف بھی زیادہ تر انہی کے ذریعے ہی دی جاتی ہے۔

زبان سے تکلیف دینے کی کچھ صورتیں زبان سے بے شمار گناہ ہوتے ہیں، مثلاً: زبان سے ہی گالی دی جاتی ہے، برا بھلا کہا جاتا ہے اور مذاق اڑایا جاتا ہے، نیز غیبت، چغلی اور تہمت وغیرہ بھی اسی سے لگائی جاتی ہے۔ لہٰذا زبان کی حفاظت کرنا اور اس کو قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے: زبان درندے کی طرح ہے؛ اگر تم نے اسے باندھ کر نہ رکھا تو یہ تم پر حملہ کر دے گا اور تمہیں اس کی برائی پہنچ کر رہے گی۔(4)

کسی نے کیا خوب کہا ہے: اِحْفَظْ لِسَانَكَ لَا تَقُوْلُ فَتُبْتَلٰى اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ ترجمہ: اپنی زبان کی حفاظت کرو، نہ بولو، نہ مصیبت میں پڑو۔ کیونکہ مصیبت بولنے سے جڑی ہے۔(5)

ہاتھ سے تکلیف دینے کی کچھ صورتیں ہاتھ سے تکلیف دینے کی بھی کئی صورتیں ہیں، مثلاً: کسی کو مارا، کسی کا مال لوٹا، چوری

کی، ڈاکہ ڈالا وغیرہ۔ یہاں تک کہ اگر ہاتھ کے ذریعے کوئی ایسا اشارہ کیا جس سے کسی کو تکلیف پہنچے یہ بھی تکلیف دینے میں شامل ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف ایسی نظر کے ساتھ دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔[6] بلکہ ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کو (اپنے) شر سے محفوظ رکھو، کیونکہ یہ ایک صدقہ ہے جو تم اپنے نفس پر کروگے۔[7]

نیز یاد رکھئے کہ مسلمانوں کو جو بھی بلا وجہ تکلیف دے اس کے متعلق ارشاد ہے: وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا۠ (۵۸) (پ22، الاحزاب: 58) ترجمہ: اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کچھ کئے ستاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھالیا ہے۔ جبکہ ایک روایت میں ہے: جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ پاک کو تکلیف دی۔[8] یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی بالآخر اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں گرفتار فرمائے گا۔[9]

مسلمان کو تکلیف دینے کی کچھ مثالیں مسلمان کو تکلیف دینا بہت بڑا گناہ اور بہتان ہے۔ لیکن فی زمانہ اکثر لوگ اس معاملے میں انتہائی غفلت سے کام لیتے ہیں اور پروا نہیں کرتے کہ ہمارا کلام یا عمل کسی مسلمان کے لئے کس قدر تکلیف کا باعث ہے۔ دوسروں کو تکلیف دینے کی ویسے تو کئی مثالیں ہیں لیکن یہاں وہ چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں جو تفسیر صراط الجنان میں مذکور ہیں اور ان میں سے اکثر کا تعلق خواتین کے ساتھ بھی ہے:

(1) شادیوں میں شور شرابا، غل غپاڑہ کرنا اور رات کے وقت آتش بازی کا مظاہرہ کرنا (2) گلیوں میں کچرا اور غلاظت ڈالنا (3) (ایک دوسرے کو) دل شکنی والے الفاظ سے پکارنا (4) گھر میں شور شرابا کرنا اور بلند آواز سے ٹی وی اور گانے وغیرہ چلا کر پڑوسیوں کو تنگ کرنا۔ (5) پڑوسیوں کے گھر میں تانک جھانک کرنا اور ان کے عیبوں کی تلاش میں رہنا (6) عورت کا اپنے گھر سے بھاگ کر اور مرد کا اسے بھگا کر شادی کرنا (7) رشتہ نہ ملنے پر لڑکی والوں سے متعلق اذیت بھرے کلمات کہنا (8) ساتھی کو تکلیف یا مصیبت پہنچنے پر خوشی کا اظہار کرنا (9) گالیاں دینا، لعنت کرنا، تہمت اور بہتان لگانا (10) بدگمانیاں پھیلاتے پھرنا اور بلا وجہ کسی کے پوشیدہ عیبوں کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا۔[10]

اس کے علاوہ خواتین کا شوہر کے ساتھ بدزبانی کرنا یا سسرال میں ساس، نندوں وغیرہ کے ساتھ تلخ کلامی کرنا، والدین کے ساتھ بدتمیزی کرنا، چھوٹے بہن بھائیوں کی حق تلفی کرنا وغیرہ یہ تمام صورتیں تکلیف دینے میں داخل ہیں۔

حقیقی مہاجر کون ہے؟ علامہ ابنِ بطّال مذکورہ حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: جب ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو صحابہ کرام میں سے بعض اصحاب ہجرت کی فضلیت سے محروم ہونے پر غمگین تھے۔ اس پر حضور نے انہیں بتایا کہ حقیقی مہاجر وہ ہے جس نے اللہ پاک کی منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دیا۔[11]

باطنی ہجرت کیا ہے؟ ہجرت کی دو اقسام ہیں: ایک ظاہری یعنی ایمان کی حفاظت کے لئے ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا اور ایک باطنی یعنی گناہوں کو چھوڑنا۔ مذکورہ روایت میں ہجرت سے مراد باطنی ہجرت ہے۔ اگر ہم اس حدیثِ مبارک میں مذکور دونوں باتوں یعنی حقوقُ اللہ اور حقوقُ العباد کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے والیاں بن جائیں تو معاشرے سے بدامنی، ناچاقی، لڑائی جھگڑوں اور اختلافات کا خاتمہ ہو جائے اور ہر طرف امن کی فضا قائم ہو جائے۔ اللہ پاک ہمیں کامل مسلمان بننے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 1/15، حدیث: 10 (2) فتح الباری، 2/51، تحت الحدیث: 10 (3) شرح ابن بطال، 1/62 (4) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، 1/172 (5) دین و دنیا کی انوکھی باتیں، 1/174 (6) الزہد لابن مبارک، ص240، حدیث: 689 (7) بخاری، 2/150، حدیث: 2518 (8) معجم اوسط، 2/387، حدیث: 3607 (9) فتاویٰ رضویہ، 24/426 (10) تفسیر صراط الجنان، 8/91، 92 ملتقطاً (11) شرح ابن بطال، 1/62

جمعۃ المبارک کی عبادات

محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

راجح قول کے مطابق ہفتے کا پہلا دن جمعہ ہے۔

اس کے تلفظ میں تین لغات ہیں:

1-جُمُعَة جیم اور میم کی پیش کے ساتھ۔ یہ لغت معروف اور کثیرُ الاستعمال ہے۔

2-جُمْعَة: میم کے سکون یعنی جزم کے ساتھ۔

3-جُمَعَة: میم کے فتح یعنی زبر کے ساتھ۔

اس دن تمام مخلوقات کو ان کی کامل صفات سے نوازا گیا۔ عربی زبان میں اس دن کا نام یومِ عروبہ تھا، بعد میں جمعہ رکھا گیا۔ سب سے پہلے جس نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لؤی تھے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جمعہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس دن نماز کے لئے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام ہتھیلی میں سفید آئینہ لئے میرے پاس حاضر ہوئے اور کہا: یہ جمعہ ہے، جو آپ پر آپ کے رب نے فرض فرمایا ہے تاکہ یہ آپ کے لئے اور آپ کے بعد آپ کی اُمت کے لئے عید بن جائے۔ میں نے پوچھا: اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اس میں آپ کے لئے ایک بھلائی والی گھڑی ہے جس نے اس میں ایسی بھلائی کی دعا کی جو اس کی قسمت میں تھی تو اللہ پاک وہ اسے عطا فرمائے گا یا اس کی قسمت میں نہیں تھا تو اس سے بڑی چیز اس کے لئے جمع کی جائے گی یا ایسی برائی سے پناہ مانگی جو اس کے لئے لکھ دی گئی ہے تو اللہ پاک اسے اس سے بڑی برائی سے پناہ عطا فرمائے گا اور یہ ہمارے نزدیک تمام دنوں کا سردار ہے اور آخرت میں ہم اسے یوم المزید یعنی **زیادہ ثواب کا دن** کے نام سے پکاریں گے۔ میں نے پوچھا: اس کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: بے شک آپ کے رب نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جو سفید مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ پاک اپنی شان کے مطابق لوگوں کے لئے اپنی تجلی ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ لوگ اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔[2]

شبِ جمعہ کی عبادات

اللہ پاک چونکہ ہر شبِ جمعہ (یعنی جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) شروع سے آخر تک آسمانِ دنیا کی طرف تجلی فرماتا ہے اور فرشتے کو حکم دیتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے: ہے کوئی مانگنے والا؟ میں اسے دوں، ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ میں اس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا؟ میں اسے بخش دوں۔[3]

لہٰذا شبِ جمعہ سے متعلق چند عبادات یہ ہیں:

نوافل کی ادائیگی:

- جو کوئی شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب دو رکعت یوں ادا کرے کہ ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور 15 مرتبہ سورۂ زِلزال پڑھے تو اللہ پاک اس پر سکراتِ موت آسان فرما دے گا، اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا اور بروزِ قیامت پل صراط سے گزرنا بھی اس کے لئے آسان ہو گا۔[4]
- جو جُمعہ کی رات دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد 25 مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، پھر یہ دُرودِ پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ہزار مرتبہ پڑھے تو آنے والے جمعہ سے پہلے خواب میں حضور کی

Go To Index

زیارت کرے گا اور جس نے حضور کی زِیارت کی اللہ پاک اس کے گناہ مُعاف فرمادے گا۔[5]

✍ امام زُہری فرماتے ہیں: جو شبِ جمعہ غسل کر کے دو رکعت یوں ادا کرے کہ اُن میں ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو اُسے خواب میں حضور کی زیارت ہو گی۔[6]

تلاوتِ قرآن:

✍ جو شبِ جمعہ سورۂ یٰس پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔[7]

✍ ایک روایت میں ہے: جو شبِ جمعہ سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے وہاں سے کعبے تک نور روشن ہو گا۔[8] جبکہ قوت القلوب، جلد1 صفحہ نمبر 122 پر یہ بھی مذکور ہے کہ دوسرے جمعے تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ مزید تین دن کے گناہ بھی نیز 70 ہزار فرشتے اس کے لئے صبح تک دعائے رحمت کرتے ہیں اور اسے بیماری، پیٹ کے پھوڑوں، پہلو کے درد، برص، کوڑھ کے مرض نیز دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا جائے گا۔

درودِ پاک کی برکت:

✍ جو مجھ پر روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ سو بار درودِ پاک پڑھے اللہ پاک اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا، 70 آخرت کی اور 30 دنیا کی۔[9]

✍ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ جو شخص ہر شبِ جمعہ اس درودِ پاک کو پابندی سے کم از کم ایک بار پڑھے گا موت کے وقت حضور کی زیارت کرے گا یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ حضور اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اتار رہے ہیں۔[10]

اوراد و وظائف:

✍ جو جمعہ کے دن نمازِ فجر سے پہلے 3 بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔[11]

جمعہ کا دن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: بہتر دن جس پر آفتاب طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے؛ اسی میں حضرت آدم علیہ السّلام پیدا کیے گئے، اسی میں جنت میں داخل کیے گئے، اسی میں انہیں جنت سے اترنے کا حکم ہوا اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہو گی۔[12]

ایک اور روایت میں ہے: ہم (دنیا میں) سب سے آخر میں آئے ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پہلے (آگے) ہوں گے، سوائے اس کے کہ انہیں (اہلِ کتاب کو) ہم سے پہلے کتاب دی گئی۔ پھر یہی وہ دن (جمعہ) تھا جو ان پر (عبادت کے لئے) فرض کیا گیا تھا، مگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا، پس اللہ پاک نے ہمیں ہدایت دی (یعنی روزِ جمعہ کی پہچان کرا دی)۔ اب لوگ اس معاملے میں ہمارے پیچھے ہیں۔[13]

معمولاتِ یوم الجمعہ

غسلِ جمعہ:

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے گناہ اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔[14]

زینت اختیار کرنا:

جمعہ کے دن زینت اختیار کرنا مستحب ہے اور یہ تین چیزوں میں موجود ہوتی ہے:

(1) لباس

(2) جسمانی صفائی

(3) خوشبو لگانا۔[15]

ناخن تراشنا:

حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو جمعہ کے دن ناخن کاٹے اللہ پاک اس سے بیماری نکال کر شفا داخل کر دیتا ہے[16]

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے، ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑھا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگیِ رزق کا سبب ہے۔(17)

نیا لباس پہننا:

جب کبھی نیا لباس سلوائیں تو جمعہ کے دن سے پہننا شروع کریں کہ حضور عام طور پر نیا لباس جمعہ کے دن زیبِ تن فرمایا کرتے تھے۔(18)

درودِ پاک کی کثرت کرنا:

جمعہ کے دن کی جانے والی نیکیوں میں سے ایک اہم نیکی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر درود و سلام پڑھنا بھی ہے۔ یوں تو کسی بھی دن یا وقت درودِ پاک پڑھنا اجر و ثواب سے خالی نہیں، مگر کئی روایات میں خاص جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے والوں پر خصوصی انعامات و اعزازات مروی ہیں:

- جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کرو کیونکہ یہ یَومِ مشہود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو مجھ پر درودِ پاک پڑھے تو درودِ پاک سے فارغ ہونے سے پہلے اس کا درودِ پاک مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔(19)
- ہر جمعہ کے دن مجھ پر درودِ پاک کی کثرت کرو کہ میری امت کا درود مجھ پر ہر جمعہ کے دن پیش کیا جاتا ہے۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ درودِ پاک پڑھنے والا ہو گا وہ مرتبے کے اعتبار سے میرے زیادہ قریب ہو گا۔(20)
- جو شخص روزِ جمعہ مجھ پر سو بار درودِ پاک پڑھے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے ساتھ ایک ایسا نور ہو گا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کفایت کرے۔(21)
- جو جمعہ کے دن مجھ پر 200 بار درودِ پاک پڑھے اس کے 200 سال کے گناہ بخشش دیئے جاتے ہیں۔(22)
- جو مجھ پر روزِ جمعہ درودِ پاک پڑھے قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔(23)
- شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: جو جُمعہ کے دن ایک ہزار بار یہ دُرُود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھے تو حضور کی خواب میں زیارت کرے گا یا جنت میں اپنی منزل دیکھ لے گا۔ اگر پہلی بار مقصد پورا نہ ہو تو دوسرے جمعہ بھی پڑھ لے، اِن شاءَ اللہ پانچ جمعوں تک خوش کرنے والا خواب دیکھے گا۔(24)

تلاوت کرنا:

- جو روزِ جمعہ سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہو گا۔(25)
- جو شبِ جمعہ یا روزِ جمعہ سورۂ دُخان پڑھے اللہ پاک اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔(26) ایک روایت میں ہے کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔(27)
- جو جمعہ کے دن وہ سورت پڑھے جس میں آلِ عمران کا ذکر کیا گیا ہے تو اللہ پاک غروبِ آفتاب تک اس پر رحمت نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے اس بندے کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔(28)

روزہ رکھنا:

- خصوصیت کے ساتھ تنہا جمعہ یا صرف ہفتہ کا روزہ رکھنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر کسی مخصوص تاریخ کو جمعہ یا ہفتہ آ گیا تو کراہت نہیں۔ مثلاً 15 شَعْبَانُ الْمُعَظَّم، 27 رَجَبُ الْمُرَجَّب وغیرہ۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روزۂ جمعہ یعنی جب اس کے ساتھ پنجشنبہ (یعنی جمعرات) یا شنبہ (ہفتہ کا روزہ) بھی شامل ہو مروی ہوا کہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے۔(29)

جمعہ کا روزہ ہر صورت میں مکروہ نہیں، مکروہ صرف اسی صورت میں ہے جبکہ کوئی خصوصیت کے ساتھ جمعہ کا روزہ رکھے۔ چنانچہ جمعہ کا روزہ کب مکروہ ہوتا ہے اس ضمن میں فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ

Go To Index

جلد 10 صفحہ 559 سے سوال جواب ملاحظہ ہوں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ جمعہ کا روزہ نفل رکھنا کیسا ہے؟ ایک شخص نے جمعہ کا روزہ رکھا دوسرے نے اس سے کہا: جمعہ عیدُ المومنین ہے اس دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور بَاِصرار بعد دوپہر کے روزہ تڑوادیا۔

جواب: جمعہ کا روزہ خاص اس نیت سے کہ آج جمعہ ہے اس کا روزہ بالتخصیص چاہئے مکروہ ہے مگر نہ وہ کراہت کہ توڑنا لازم ہوا، اور اگر خاص بہ نیتِ تخصیص نہ تھی تو اصلاً کراہت بھی نہیں، اس دوسرے شخص کو اگر نیتِ مکروہہ پر اِطّلاع نہ تھی جب تو اعتراض ہی سرے سے حماقت ہوا، اور روزہ توڑ دینا شرع پر سخت جُرأت اور اگر اِطّلاع بھی ہوئی جب بھی مسئلہ بتادینا کافی تھا نہ کہ روزہ تڑوانا، اور وہ بھی بعد دوپہر کے، جس کا اختیار نفل روزے میں والدین کے سوا کسی کو نہیں، توڑنے والا اور تڑوانے والا دونوں گناہ گار ہوئے، توڑنے والے پر قضا لازم ہے کفارہ اصلاً نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم [30]

اوراد و وظائف پڑھنا:

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سب گھر والوں میں اتفاق کے لئے بعد نمازِ جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایک بار یَاوَدُوْدُ پڑھیں، اول آخر دس دس بار درود شریف، اور اس وقت سے اس نمک کا برتن زمین پر نہ رکھیں، وہ نمک سات دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں، سب کھائیں، مولیٰ تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کرے گا۔ ہر جمعہ کو سات دن کے لئے پڑھ لیا کریں۔ [31]

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَكْفِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ جمعہ کے دن 70 مرتبہ یہ کلمات پڑھنے سے رزق میں برکت ہوگی۔ [32]

خاص کر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد یَااللهُ، یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ نماز کی جگہ بیٹھ کر پڑھتے رہیں یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے پھر جب سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے تو اب دعا مانگیں گڑگڑا کر اللہ کی جناب میں دعا کریں جو پھنسی ہوئی رقم ہے وہ اللہ ملوا دے ان شاء اللہ اس کی برکت دیکھیں گے۔ [33]

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رات میں روزانہ قَبولیّتِ دعا کی ساعت (یعنی گھڑی) آتی ہے مگر دنوں میں صرف جمعہ کے دن۔ مگر یقینی طور پر یہ نہیں معلوم کہ وہ ساعت کب ہے، غالب یہ کہ دو خطبوں کے درمیان یا مغرب سے کچھ پہلے۔ ایک اور حدیثِ پاک کے تحت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس ساعت کے متعلق علما کے چالیس قول ہیں، جن میں دو قول زیادہ قوی ہیں، ایک اسی وقت (دو2 خطبوں کے درمیان) کا، دوسرے آفتاب ڈوبتے وقت کا۔ [34]

اللہ پاک ہمیں جمعہ کے دن کی خوب برکات لوٹنے کی سعادت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) تفسیر خازن، 4/265 (2) قوت القلوب، 1/117 (3) کتاب النزول للدار قطنی، ص79، حدیث:4 ملتقطاً (4) نور اللمعۃ فی خصائص الجمعۃ، ص114، حدیث:207 (5) القول البدیع، ص383 ملخصاً (6) تاریخ ابنِ عساکر، 9/301 (7) ترغیب و ترہیب، 1/298، حدیث:4 (8) دارمی، 2/546، حدیث:3407 (9) شعب الایمان، 3/111، حدیث: 3035 (10) افضل الصلوات علی سیّد السادات، ص151 ملخصاً (11) معجم اوسط، 5/392، حدیث:7717 (12) مسلم، ص331، حدیث:1977 (13) بخاری، 1/303، حدیث:876 (14) مجمع الزوائد، 2/391، حدیث:3062 (15) احیاء علوم الدین، 1/244 (16) قوت القلوب، 1/119 (17) بہار شریعت، 3/582، حصہ:16 (18) جامع صغیر، ص408، حدیث:6563 (19) ابن ماجہ، 2/291، حدیث:1637 (20) سنن کبری للبیہقی، 3/353، حدیث:5995 (21) حلیۃ الاولیاء، 8/49، حدیث:11341 (22) جمع الجوامع، 7/199، حدیث:22353 (23) جمع الجوامع، 7/199، حدیث:22352 (24) جذب القلوب، ص242 (25) سنن کبریٰ للبیہقی، 3/353، حدیث:5996 (26) معجم کبیر، 8/264، حدیث:8026 (27) ترمذی، 4/407، حدیث:2898 (28) معجم کبیر، 11/40، حدیث:11002 (29) فتاویٰ رضویہ، 10/653 (30) فیضان جمعہ، ص13 تا 15 (31) فتاویٰ رضویہ، 26/612 (32) تعلیم المتعلم، ص130 (33) ماہنامہ فیضان مدینہ جولائی 2022، ص1 (34) مراۃ المناجیح، 2/319، 320 ملتقطاً

Go To Index

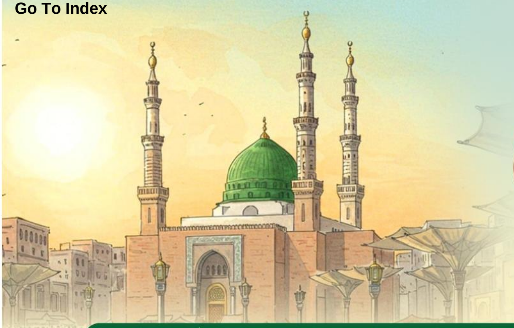

حضور کی فرشتوں سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 45 ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کئے جارہے ہیں۔)

محترمہ بنتِ رفیق عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)
(طالبہ: درجہ ثانیہ، جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تمام فرشتوں سے محبت و تعلق نہایت گہرا اور ایمانی نوعیت کا تھا۔ فرشتے اللہ پاک کے محترم بندے ہیں جو وحی لانے، حضور کی حفاظت کرنے، آپ پر درود بھیجنے اور دیگر امور پر مامور ہیں۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی فرشتوں سے محبت اور تعلق کے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

حضرت جبرائیل سے خصوصی تعلق

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تمام فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سب سے زیادہ انسیت تھی، کیونکہ وہ وحی کے سفیر تھے۔ ایک مرتبہ حضور نے حضرت جبرائیل سے فرمایا: آپ کو ہمارے پاس اس سے زیادہ آنے سے کیا چیز روکتی ہے جتنا کہ آپ (اب) آتے ہیں؟ جس پر اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ (پ16، مریم:64) ترجمہ: اور ہم فرشتے صرف آپ کے رب کے حکم سے ہی اترتے ہیں۔ (1)

یہ حدیث حضور کی فرشتوں کی صحبت کے لئے تڑپ کو ظاہر کرتی ہے اور بلاشبہ یہ محبت ہی کی علامت ہے۔

فرشتوں کا لحاظ

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرشتوں کی راحت کا اس قدر خیال رکھا کہ مسلمانوں کو ایسی چیزیں کھانے سے منع فرمایا جن کے کھانے سے منہ سے بو آتی ہو (جیسے کچا لہسن یا پیاز) تاکہ مسجد میں موجود فرشتوں کو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: جس چیز سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ (2)

فرشتوں کے لئے دعا اور تعظیم

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نمازِ تہجد کے آغاز میں اللہ پاک کی حمد و ثنا ان الفاظ میں کرتے تھے جن میں فرشتوں کا ذکر ہوتا تھا: اے اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب۔ (3) یہ الفاظ ان مقرب فرشتوں سے آپ کی عقیدت کا اظہار ہیں۔

فرشتوں کی حیا کی رعایت

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ (4) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور فرشتوں کے جذبات اور ان کے مقام و مراتب کو اچھی طرح جانتے تھے اور ان کا لحاظ فرماتے تھے۔

الغرض پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی فرشتوں سے محبت محض ایک رشتہ ہی نہیں تھا بلکہ یہ اللہ پاک کے فرشتوں کی تعظیم اور ان کے پاکیزہ وجود کی قدر دانی تھی۔ آپ نے اپنی امت کو بھی فرشتوں کا ادب کرنے اور ان کی موجودگی کا احساس رکھنے کی تعلیم دی۔

محترمہ بنتِ محمد بوٹا عطاریہ
(طالبہ، جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس سراپا محبت ہے۔ آپ کی یہ محبت صرف انسانوں تک محدود نہیں تھی، بلکہ اللہ پاک کی نورانی مخلوق یعنی فرشتوں سے بھی آپ کو خاص محبت تھی۔ فرشتے اللہ پاک کے فرمانبردار بندے ہیں، جو ہر وقت اس کے حکم کی فرمانبرداری میں مشغول رہتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں فرشتوں کی عظمت اور ان سے محبت کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور حضور نے بھی اپنے قول و عمل سے اس محبت کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔

قرآنِ مجید میں اللہ پاک کا فرمان ہے: مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِیْنَ(۹۸) (پ1، البقرۃ:98) ترجمہ: جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ کافروں کا دشمن ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرشتوں سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اس لئے حضور کی زندگی فرشتوں کے احترام اور محبت سے بھرپور تھی۔

حضرت جبرئیل سے تعلق

حضرت جبرائیل علیہ السّلام کے ساتھ حضور کا تعلق سب سے نمایاں ہے۔ حضرت جبرائیل اللہ پاک کی وحی لے کر حضور پر نازل ہوتے تھے۔ رمضان المبارک میں حضرت جبرائیل ہر رات آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔[5] یہ روایت حضور کی فرشتوں سے قربت اور محبت کا واضح ثبوت ہے۔

فرشتوں کا احترام

ایک حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔[6] یعنی فرشتوں کے ادب واحترام میں اپنے گھروں کو ان چیزوں سے پاک رکھا جائے تاکہ فرشتوں اور رحمتوں کا نزول ہو سکے۔

فرشتوں کو اہمیت دینا

اسی طرح ایک حدیثِ پاک میں ہے: جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلے، تو اللہ پاک اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے اس کی رضا کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔[7]

یہ حدیثِ پاک اس بات کی دلیل ہے کہ حضور فرشتوں کے مقام و محبت کو کتنی اہمیت دیتے تھے کہ علمِ دین کے حصول کی ترغیب کے لئے جنت کے ساتھ ساتھ فرشتوں کا بھی ذکر فرمایا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: جب تک تم میں سے کوئی اپنے مصلے پر جہاں اس نے نماز پڑھی تھی، بیٹھا ہے اور وہ بے وضو نہ ہو، تو فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحمت نازل فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔[8]

قرآنِ مجید میں فرشتوں کا مومنین سے یوں تعلق بیان کیا گیا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا (پ24، حٰمٓ السجدۃ:30) ترجمہ: بیشک جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔

حضور اس آیت کی عملی تفسیر تھے اور مومنوں کو فرشتوں کی قربت کا یقین دلاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ حضور کی فرشتوں سے محبت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ آپ نے امت کو یہ سکھایا کہ فرشتوں سے محبت پاکیزگی، نیکی، علم، اچھے اخلاق اور اللہ پاک کی اطاعت کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے۔ جو حضور کے طریقے پر عمل کرتی ہے، وہ فرشتوں کی دعا اور اللہ پاک کی رضا کی حق دار بن جاتی ہے۔

---

1. بخاری، 3/271، حدیث:4731
2. مسلم، ص223، حدیث:1252
3. مسلم، ص304، حدیث:1811
4. مسلم، ص1004، حدیث:6209
5. بخاری، 2/384، حدیث:3220
6. مسلم، ص897، حدیث:5514
7. ابو داود، 3/444، حدیث:3641
8. بخاری، 2/24، حدیث:2119

Go To Index

حضرت یوشع علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 1)

حضرت یوشع بن نون علیہ السّلام حضرت یوسف علیہ السّلام کے پڑپوتے اور حضرت ہود علیہ السّلام کے چچازاد ہیں۔[1] آپ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے رفقا میں حضرت ہارون علیہ السّلام کے بعد سب سے بلند مرتبہ اور عظیم الشان ساتھی تھے۔ آپ حضرت موسیٰ پر ایمان لائے، ان کی رسالت کی تصدیق کی اور ہر مرحلے میں ان کے ساتھ وفادارانہ طور پر وابستہ رہے۔ حضرت خضر علیہ السّلام سے ملاقات کے لئے ہونے والے سفر میں بھی آپ حضرت موسیٰ کے ہمراہ تھے اور ان کے وصالِ ظاہری تک ساتھ نبھایا۔

حضرت ہارون میدانِ تیہ میں حضرت موسیٰ سے دو سال قبل ہی وصال فرماگئے تھے، دو سال بعد میدانِ تیہ میں ہی حضرت موسیٰ کا بھی وصال ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے بعد آپ نے ہی بنی اسرائیل کے معاملات کو سنبھالا اور ان کے مشن کو آگے بڑھایا، قومِ جبارین کے خلاف جہاد کیا اور اللہ پاک کے فضل سے کئی فتوحات حاصل کیں۔ ذیل میں حضرت یوشع بن نون علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات ذکر کیے جارہے ہیں۔

اوصافِ مبارکہ حضرت یوشع علیہ السّلام اللہ پاک سے ڈرنے والے، اس کے انعام یافتہ بندے اور انتہائی بہادر و نڈر تھے۔ یوں تو سبھی انبیائے کرام اللہ پاک کا خوف رکھنے والے اور انعام یافتہ بندے ہوتے ہیں لیکن قرآنِ مجید میں حضرت یوشع بن نون علیہ السّلام کا یہ وصف بطورِ خاص کچھ یوں بیان ہوا ہے: قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَۚ (پ6، المائدۃ:23) ترجمہ: اللہ سے ڈرنے والوں میں سے وہ دو مرد جن پر اللہ نے احسان کیا تھا انہوں نے کہا: (شہر کے) دروازے سے ان پر داخل ہو جاؤ۔ دو شخصوں میں سے ایک حضرت یوشع بن نون اور دوسرے حضرت کالب بن یوقنا تھے۔[2] واقعہ کچھ یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے قومِ جبارین کے احوال معلوم کرنے کے لئے چند افراد کو بھیجا تھا جن میں حضرت یوشع بھی شامل تھے۔ آپ نے انہیں تنبیہ فرمائی تھی کہ قوم کے احوال خاموشی سے صرف مجھے بتانا، مگر حضرت یوشع اور کالب کے علاوہ دیگر سرداروں نے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ساری قوم کو ان کے احوال اس انداز سے بتادیئے کہ دشمنوں کی طاقت و قوت اور جسامت کو سن کر پوری قوم ڈر گئی اور حضرت موسیٰ کے ساتھ جہاد کرنے سے انکار کر دیا، جبکہ حضرت یوشع و کالب نے حکم کے مطابق صرف حضرت موسیٰ ہی کو بتایا تھا۔[3] جب قوم نے دشمن سے مرعوب ہو کر جنگ لڑنے سے انکار کر دیا تو حضرت کالب و یوشع نے انہیں حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ تم ایک بار ان کے دروازے سے اندر داخل تو ہو جاؤ پھر دیکھنا تم ہی غالب ہوگے! مگر قوم کی آنکھوں پر دشمن کی ہیبت و طاقت کی ایسی پٹی بندھ گئی تھی کہ وہ کسی صورت لڑنے کو تیار نہ ہوئے۔ اسی واقعے کے ضمن میں مذکورہ آیتِ مبارکہ میں حضرت یوشع علیہ السّلام کے خائفِ کبریا اور انعام یافتہ بندے ہونے کا وصف بیان کیا گیا۔

سمندر میں گھوڑا ڈال دیا حضرت یوشع حضرت موسیٰ کے خدمتگار

اور انتہائی قریبی ساتھی تھے اور ہر مرحلے پر ان کے ساتھ رہے۔ چنانچہ فرعون کی غرقابی کے وقت جب حضرت موسیٰ سمندر کے کنارے پہنچے تو حضرت یوشع بھی ساتھ تھے، انہوں نے عرض کی: اے موسیٰ! اللہ پاک نے آپ کو کس سمت جانے کا حکم فرمایا ہے؟ (کیونکہ سامنے تو سمندر ہے اور سمندر میں کیسے چلا جا سکتا ہے؟) حضرت موسیٰ نے اپنے سامنے سمندر ہی کی طرف اشارہ فرمایا، یہ سنتے ہی حضرت یوشع نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا، جب گہرائی تک پہنچے تو وہ واپس لوٹ آئے، پھر پوچھا: کہاں کا حکم ہے؟ (یعنی سمندر میں تو کوئی راستہ نہیں) پھر سمندر کی طرف اشارہ فرمایا، یوں تین مرتبہ سمندر کی گہرائی تک جا کر واپس آئے مگر کوئی راستہ نظر نہ آیا، عرض کی: حضور آپ کے رب نے کہاں سے نکلنے کا حکم دیا تھا؟ اللہ پاک کی قسم! میرا ایمان ہے کہ نہ آپ نے جھوٹ کہا ہے نہ آپ سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ تو اللہ پاک نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ! اپنا عصا سمندر پر مارو تو اس میں راستے بن جائیں گے۔[4] یعنی جانا تو اسی راستے سے ہے مگر ایسے نہیں بلکہ نبی کا وسیلہ ضروری ہے تاکہ لوگوں پر نبی کی شان و عظمت خوب ظاہر ہو جائے کہ ایک عام بندہ نبی کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس واقعے سے حضرت یوشع کے مضبوط اعتقاد اور بھروسے کا بھی علم ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ کے ایک اشارے پر ہی سمندر کی گہرائی میں تشریف لے گئے۔

تلاشِ خضر کے ساتھی اسی طرح جب حضرت موسیٰ حضرت خضر سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو اس وقت بھی حضرت یوشع ہی ان کے ساتھ تھے۔ چنانچہ جب حضرت خضر کے مقام کی نشانی معلوم ہونے کے بعد حضرت موسیٰ نے ان کی تلاش میں نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت یوشع کو اپنے ساتھ لیا، کھانے کے لئے روٹی اور نمکین بھنی ہوئی مچھلی اپنے ساتھ رکھی۔ جب مطلوبہ مقام پر پہنچے تو حضرت موسیٰ آرام فرمانے لگے اور حضرت یوشع وضو میں مشغول ہو گئے، اسی دوران مچھلی زندہ ہو کر پانی میں گر گئی، حضرت یوشع نے یہ دیکھ لیا تھا مگر بتانا یاد نہ رہا یہاں تک کہ اگلے دن آپ کو یاد آیا تو اس کا ذکر کیا بالآخر وہ دونوں اپنے ہی قدموں کے نشانات کی پیروی کرتے ہوئے واپس اسی مقام تک پہنچ گئے۔[5] (اس کا تفصیلی واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے معجزات کے ضمن میں پڑھا جا سکتا ہے۔)

نیابتِ موسیٰ حضرت موسیٰ نے اپنی ظاہری زندگی میں ہی حضرت یوشع کو بنی اسرائیل پر اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا،[6] نیز آپ حضرت موسیٰ کی مبارک زندگی میں ہی نبوت سے سرفراز ہو گئے تھے۔ البتہ! آپ کی بعثت وفاتِ موسیٰ کے بعد ہوئی۔[7]

حضرت سعید بن عبدُ العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرت موسیٰ احکامِ الٰہی کی بیعت کے لئے بنی اسرائیل کے درمیان آتے تو حضرت یوشع کا سہارا لئے ہوتے، پھر جب بیعت ہو جاتی تو آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے بیٹھ جاتے اور حضرت یوشع آپ کے سرہانے کھڑے رہتے، پھر جب حضرت موسیٰ پر وصال سے ایک سال قبل وحی کا سلسلہ رُک گیا اور حضرت جبریل حضرت یوشع پر وحی لائے تو لوگ بیعت کے لئے نکلے، اس بار حضرت یوشع حضرت موسیٰ کا سہارا لئے آگے ہوئے اور لوگوں سے بیعت لی، پھر جب بیعت ہو گئی تو آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے لگے اور حضرت موسیٰ آپ کے سرہانے کھڑے رہے۔ پس حضرت موسیٰ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: الٰہی! میں ان تمام کمزوریوں کو نہیں جھیل سکتا، لہٰذا تو مجھے اپنے پاس بُلا لے۔[8] مگر بارگاہِ الٰہی میں محترم ہونے کے باعث حضرت موسیٰ کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی گئی جب تک کہ آپ کے دل میں موت کی محبت نہ ڈال دی گئی۔[9]

(جاری ہے۔۔۔)

---

1 البدایہ والنہایہ، 1/421 2 تفسیر خازن، 1/481 3 تفسیر نسفی، ص277 مفہوماً 4 تفسیر طبری، 1/315، رقم:909 مفہوماً 5 بخاری، 3/265، حدیث:4725 مفہوماً 6 الانس الجلیل، 1/197 7 المنتظم، 1/377 8 حلیۃ الاولیاء، 6/135، رقم:8079 9 تاریخ ابن عساکر، 74/267

Go To Index

کرنے والے کام کیجئے

محترمہ اُمِّ سلمہ مدنیہ عطاریہ
ملیر کراچی

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آپ نے یہ بلند مقام کیسے حاصل کیا؟ فرمایا: میں نے بے مقصد کام کو چھوڑ دیا اور ہمیشہ رہنے والی ذات (اللہ پاک) سے اُنس حاصل کیا۔[1]

معلوم ہوا کہ ٹائم پاس کے نام پر فضولیات یا گناہوں بھری مصروفیات پالنا مسلمان کے شایانِ شان نہیں، اس پر حق ہے کہ اللہ پاک سے اُنس حاصل کرے یعنی نیکیوں میں دل لگائے اور رضائے الٰہی والے کاموں میں مصروف رہے۔

الحمدُ للہ! ہم اشرفُ المخلوقات ہیں اور ہماری زندگی کا مقصد محض کھانا پینا یا بے مقصد جینا نہیں، بلکہ اپنے رب کی عبادت کرنا ہے تاکہ آخرت میں اس کے فضل سے جنت اور دیدارِ الٰہی کی سعادت حاصل ہو۔ اس عظیم مقصد کو فراموش کرکے فضولیات اور گناہوں میں وقت ضائع کرنا سراسر نقصان ہے۔ ہماری زندگی کا ہر لمحہ قیمتی ہے، اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنے وقت کو ذِکرُ اللہ اور نیکیوں میں صرف کریں، گناہوں کی پہچان حاصل کریں تاکہ جہالت کے سبب ان میں مبتلا نہ ہوں، ماضی کے گناہوں سے سچی توبہ کریں اور آئندہ ان سے بچنے کا پختہ عزم رکھیں۔ اپنے اعمال کا مسلسل محاسبہ کریں اور ایسے کاموں سے بچیں جن کا نہ دنیا میں فائدہ ہو نہ آخرت میں۔

موبائل فون آج کے دور میں وقت ضائع ہونے کا بڑا سبب ہے، لیکن اگر انسان خود پر کچھ سختی کرے، غیر ضروری رابطے ختم کردے اور فضول اسکرولنگ سے بچے تو اس کے نقصانات سے بچا جاسکتا ہے۔ موبائل کو صرف ضروری رابطے، مستند دینی لٹریچر پڑھنے اور علمِ دین حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو دنیا و آخرت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ بری صحبت سے بچیں اور اچھی صحبت اپنائیں، ورنہ تنہائی بہتر ہے۔ اچھی صحبت وہ ہے جو نیکی کی طرف لے جائے۔ حضور نے اچھے لوگوں کی نشانی بیان کرتے ہوئے فرمایا: جنہیں دیکھنے سے ربّ یاد آئے۔[2]

زندگی اللہ پاک کی بڑی نعمت ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ وقت کی قدر کریں، گناہوں اور فضول کاموں سے بچیں اور رضائے الٰہی والے اعمال کریں، کیونکہ معلوم نہیں کب سانسوں کی مالا ٹوٹ جائے اور یہ نعمت واپس لے لی جائے۔

اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ نیکیوں میں گزارنے کے لئے اچھی نیتوں کی عادت ڈالیں، کیونکہ جتنی اچھی نیتیں زیادہ ہوں گی، اتنا ثواب بھی زیادہ حاصل ہوگا۔ ☆ مباح کاموں میں بھی نیک نیت کریں، جیسے کھانا کھاتے، پیتے، سوتے یا ٹہلتے ہوئے، کیونکہ ہر مباح نیتِ حسن سے مستحب ہوجاتا ہے۔ ☆ گھریلو کام، جیسے کھانا بناتے یا صفائی کرتے ہوئے ذکر و درود جاری رکھیں، دل میں یادِ مدینہ بسائیں اور قبر و آخرت کو یاد رکھیں۔ ☆ سنتوں کو اپنی زندگی میں نافذ کریں، کھانے پینے، چلنے، بیٹھنے، بات کرنے اور سونے جاگنے میں سنتوں کا لحاظ رکھیں۔ ☆ وضو کی عادت ڈالیں کیونکہ جب تک وضو رہے گا، فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔[3]

☆ آسان نیکیاں اپنائیں، مثلاً: اذان کا جواب دیں اور ہر جائز کام سے پہلے بِسْمِ اللہ کہیں کہ اس کے بدلے ہزاروں نیکیاں، درجات اور گناہوں کی بخشش ملتی ہے۔ اللہ پاک ہمیں فضولیات سے بچ کر اپنی رضا کے مطابق زندگی گزارنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 احیاء علوم الدین، 5/58 2 ابن ماجہ، 4/431، حدیث: 4119 3 معجم صغیر، 1/73

شرحِ قصیدۂ معراجیہ (قسط10)

محترمہ بنتِ اشرف مدنیہ عطاریہ ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان) گوجرہ منڈی بہاؤالدین

38

قوی تھے مرغانِ وَہم کے پَر اُڑے تو اُڑنے کو اَور دَم بھر
اُٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خونِ اَندیشہ تھوکتے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **قوی:** طاقتور۔ **مرغانِ وہم:** سوچ کے پرندے۔ **دم بھر:** ایک لمحہ۔ **اٹھائی:** لگی / پڑی۔ **اندیشہ:** خوف۔

مفہومِ شعر: تصور میں جو چاہے سوچا جاسکتا ہے لیکن معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رفتار کچھ ایسی تھی کہ اگر تصور وخیال نے اس تک پرواز کی کوشش بھی کی تو ایسی ٹھوکر کھائی کہ اسے خون کی قے آنے لگی یعنی تھک ہار کر بیٹھ گیا۔

شرح: واقعۂ معراج پر عقل وسمجھ کی حیرانی اور بے بسی کے منظر کا بیان جاری ہے کہ سفرِ معراج ایک ایسا معجزہ ہے جس کا تصور کرتے ہوئے انسانی عقل بھی چکرا جاتی ہے، کیونکہ ایک ہی رات میں مکہ مکرمہ سے چل کر مسجدِ اقصیٰ، عرش وکرسی، جنت اور دوزخ کی سیر، انبیا سے ملاقات، ساتوں آسمانوں کی سیر اور اللہ پاک کا دیدار وغیرہ یہ سارا سفر اگر عقل سے پرکھا جائے تو شاید لاکھوں سالوں میں مکمل ہو، لیکن یہاں بات عقل کی نہیں بلکہ عشق اور ایمان کی ہے، اس سفر کی تیزی کا تصور بھی کریں تو تصور خود ڈگمگا جاتا ہے۔ بس حقیقت یہ ہے کہ اس سفر کے بارے میں جانے والا جانے یا لے جانے والا جانے، انسانی عقل بس یقین کر سکتی ہے کیونکہ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے لیکن اس سفر کا تصور عقلاً ناممکن ہے۔

39

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **عرشِ حق:** عرشِ الٰہی۔ **شرف:** بزرگی۔

مفہومِ شعر: عرشِ الٰہی نے حضور کی آمد کی خبر سنی تو جھوم اٹھا کہ اسے حضور کی قدم بوسی کا شرف ملنے والا ہے۔

شرح: ہر بادشاہ کا ایک تخت ہوتا ہے جس پہ بیٹھ کر وہ بادشاہت کرتا ہے۔ حضور کی حکومت چونکہ دونوں جہاں پر ہے اس لئے عرشِ الٰہی آپ کا تخت ہے اور اللہ پاک آپ کے مرتبے کو خوب پہچانتا ہے۔

تخت تمہارا عرش خدا کا | مُلکِ خدا ہے مُلک تمہارا
ربّ کی اعلیٰ خِلافت والے | تم پر لاکھوں سلام

وہی قدم خیر سے پھر آئے: اس مصرعے میں ایک بہت خوبصورت نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ عرش ان قدموں کی عظمت کو پہلے سے پہچانتا اور ان کے چھونے کو اپنے لئے شرف اور اعزاز جانتا ہے، جبھی تو وہ حضور کی آمد پر فخر کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ یہ وہی مبارک قدم ہیں جن کے آنے سے میری عزت کو چار چاند لگ گئے اور جو حقیقت میں میرے لئے تاج کی طرح ہیں۔ معلوم ہوا کہ عرش کی بلندی اپنی جگہ، مگر حضور کے قدموں کی عظمت اس سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

40

یہ سن کے بے خود پکار اُٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلووں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دِن پھرے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **بے خود:** مست و بے ہوش۔ **نثار ہونا:** قربان ہونا۔ **تلوا:** پاؤں کا نچلا حصہ۔

Go To Index

مفہومِ شعر: حضور کی آمد کی نوید سن کر عرشِ اعظم اپنی قسمت پر ناز کرتے ہوئے وجد میں آکر کہنے لگا کہ قربان جاؤں! کہاں ہیں میرے آقا؟ کب تشریف لاکر میرے سینے پر اپنی نعلین رکھ رہے ہیں تاکہ میں ان کے قدموں کا بوسہ لوں، نعلین کے تلووں کو چوموں! میرے تو نصیب جاگ گئے ہیں کہ ان کی زیارت کا موقع مل رہا ہے۔

شرح: مواہبِ لدنیہ میں ہے: جب حضور عرش پر پہنچے تو عرشِ معلّٰی نے آپ کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا۔[1]

سبحٰن اللہ! معلوم ہوا کہ عشق کا ذوق صرف انسان ہی نہیں رکھتے بلکہ کائنات کی ہر چیز عشقِ مصطفٰے کی لذت و حلاوت کو محسوس کرتی ہے جیسے کھجور کے تنے کا حضور کی جدائی میں بلک بلک کر رونا،[2] پتھر کا حضور کو سلام کرنا،[3] درختوں کا حکم پر عمل کرنا،[4] احد پہاڑ کا جھومنا وغیرہ۔[5] تو وہ انسان کتنا خوش قسمت ہے جو عقل و شعور کے ساتھ عشقِ الٰہی سے معمور ہو اور حضور کی شان و عظمت کو بھی بخوبی تسلیم کرے!

41

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **مجرے کو جھکنا:** تعظیماً سلام و آداب کے لئے جھکنا۔ **بزمِ بالا:** مقدس فرشتوں کی جماعت۔

مفہومِ شعر: معراج کی رات عرشِ اعلیٰ تعظیماً جھک گیا اور اپنی آنکھیں حضور کے قدموں سے مَلنے لگا، جبکہ فرشتے حضور کے گرد قربان ہو رہے تھے اور سجدۂ شکر ادا کر رہے تھے۔

شرح: حضور کی عرش و کرسی تک رسائی اور عرش کی محبت و جانثاری کا ذکر جاری ہے کہ حضور جب عرش پر پہنچے تو عرش با ادب جھک کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے سلامی دینے لگا جبکہ مقدس فرشتے سجدے میں گر گئے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں گھر بیٹھے ہی اپنے محبوب کا دیدار کرا دیا۔ عرش کی عقیدت کا انداز تو یہ تھا کہ وہ آپ کے قدموں پہ اپنی آنکھوں کو مَل مَل کے تلووں کے خوب بوسے لے رہا تھا اور اپنی خوش نصیبی پہ رشک کر رہا تھا جبکہ فرشتے آپ کے ارد گرد قربان ہو رہے تھے اور گویا یوں کہہ رہے تھے:

انہی کی محفل سجا رہے ہیں چراغ ہمارا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہے ہیں زباں ہماری ہے بات ان کی

امیرِ اہلِ سنت اس کی منظر کشی یوں فرماتے ہیں:

ہیں صَف آرا سب حور و ملک اور غِلماں خلد سجاتے ہیں
اِک دھوم ہے عرشِ اعظم پر مہمان خدا کے آتے ہیں

42

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضورِ خورشید کیا چمکتے چراغ منھ اپنا دیکھتے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **ضیائیں:** روشنیاں۔ **قندیلیں:** فانوس۔

مفہومِ شعر: آپ کی تشریف آوری سے عرشِ معلّٰی پر کچھ ایسی روشنیاں اٹھیں جن کے سامنے تمام فانوس مدھم پڑ گئے، آفتابِ رسالت کے سامنے گویا یہ سب چراغ اپنا منہ دیکھنے لگے۔

شرح: جب حضور عرش پر جلوہ گر ہوئے تو ایسی روشنی پھیلی کہ عرش کی تمام قندیلیں، چاند، سورج اور ستارے مدھم پڑ گئے، جیسے سورج کے سامنے چراغ کی روشنی کیا کرے، وہ بھی بس اپنا سا منہ لئے رہ گئے اور ویسے بھی ان چاند ستاروں میں جو نور ہے وہ سب حضور کے نور کا ہی صدقہ ہے۔ جیسا کہ حدیثِ نور میں مذکور ہے (جو شعر نمبر 15 کے تحت بیان ہو چکا ہے۔)

تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

---

1 مواہب لدنیہ، 2/388
2 بخاری، 2/496، حدیث: 3583
3 مسلم، ص962، حدیث: 5939 ماخوذاً
4 مسلم، ص1226، 1227، حدیث: 7518 ماخوذاً
5 بخاری، 2/524، حدیث: 3675 ماخوذاً

63 نیک اعمال

(نیک عمل نمبر 39)

ظاہری اعمال کا باطنی اوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: باطن خراب ہو تو ظاہری اعمال بھی خراب ہوں گے کیونکہ باطنی گناہوں کا تعلق عموماً دل سے ہوتا ہے۔ لہٰذا دل کی اصلاح کرنا بے حد ضروری ہے۔ امام محمد بن محمد غزالی ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: دل تمام جسم کی اصل ہے؛ اگر دل خراب ہو جائے تو تمام اعضاء خراب ہو جائیں گے، اگر اس کی اصلاح کر لے تو باقی اعضاء خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے کیونکہ دل درخت کے تنے کی طرح ہے اور باقی اعضاء شاخوں کی طرح اور شاخوں کی خرابی اور درستی درخت کے تنے پر موقوف ہے۔ اگر آنکھ، زبان اور پیٹ درست ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ دل درست ہے، اگر تمام اعضاء گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کہ دل خراب ہے، اس لئے دل کی درستی کی طرف بھرپور توجہ دے تاکہ تمام اعضاء کی اصلاح ہو جائے۔[1]

ہم سب پر ظاہری و باطنی گناہوں کے علاج پر توجہ دینا لازم ہے تاکہ اپنی اخروی زندگی کو کامیاب بنا سکیں۔ امیرِ اہلِ سنت ہمیں 63 نیک اعمال کے رسالے میں ان مہلکات سے بچنے کا ذہن دیتے ہوئے سوال نمبر 39 میں فرماتے ہیں: آج آپ نے عاجزی کے ایسے الفاظ جن کی تائید دل نہ کرے بول کر نفاق کا گناہ تو نہیں کیا؟ (مثلاً: دیگر اسلامی بہنوں کے دل میں اپنی عزت بنانے کے لئے اس طرح کے الفاظ کہنا جیسے: ”میں حقیر ہوں، بہت گناہگار ہوں“ وغیرہ جبکہ دل میں خود کو ایسا نہ سمجھتی ہوں)

باطنی بیماری اعمال کی بربادی اور اجر کے ضیاع کا باعث ہے۔ امیرِ اہلِ سنت نے ہمیں اس بیماری سے بچانے کے لئے نیک اعمال کے رسالے میں ایسے سوالات عطا فرمائے ہیں جن پر عمل کر کے ہم گناہوں کی دلدل سے نکل کر اپنی آخرت سنوار سکتی ہیں۔ مذکورہ سوال میں دو باطنی بیماریوں کا ذکر کیا ہے: (1) نفاق (2) ریاکاری۔ ان سے متعلق چند اہم باتیں پیشِ خدمت ہیں تاکہ ہم ان سے بچنے میں کامیاب ہو سکیں:

نفاق

مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفاق کی دو قسمیں ہیں: ایک نفاق فِی الْاِعتقاد کہ جو زبان سے اپنے کو مسلمان کہے اور دل میں کفر رکھے۔ دوسرے نفاق فی العمل یعنی وہ کام کرے جو مسلمانوں کے شایانِ شان نہ ہو منافقین کے کرتوت ہوں۔[2] نیز دلیلُ الفالحین میں ہے: نفاق کی دو قسمیں ہیں: (1) نفاقِ شرعی یعنی کفر کو چھپانا اور ایمان کو ظاہر کرنا (2) نفاقِ عرفی یعنی باطن ظاہر کے خلاف ہو۔[3]

حکم: نفاقِ اعتقادی کفر کا سب سے بڑا درجہ ہے۔ منافقِ اعتقادی کو کل بروزِ قیامت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دیا جائے گا، جبکہ نفاقِ عملی گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[4]

نفاق سے بچنے کا نسخہ حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اس شخص کا کیا حال ہو گا جس پر 500 درہم قرض ہو اور وہ عیال دار بھی ہو؟ تو آپ اپنے گھر گئے اور ایک ہزار درہم لا کر اسے دے کر فرمایا: 500 درہم سے اپنا قرض ادا کرو اور 500

Go To Index

درہم اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔ اس وقت آپ کے پاس ہزار درہم کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ پھر فرمایا: اللہ پاک کی قسم! آئندہ کسی سے اس کے حال کے بارے میں نہیں پوچھوں گا۔ آپ نے ایسا اس لئے کہا کہ ضرورت پوری کرنے کے ارادے کے بغیر خالی حال پوچھنے کی وجہ سے کہیں ریاکار اور منافق نہ ہو جاؤں۔[5] ہمارے بزرگانِ دین کا انداز مرحبا! آج ہم بات بات پر منافقت دکھاتی ہیں یعنی دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ، حالانکہ منافقت حرام ہے۔

اسباب و علاج نفاقِ اعتقادی کا سبب جہالت ہے۔ جب انسان عقائد، فرائض اور واجبات کا علم حاصل نہیں کرتا تو شیطان اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے تو بندہ اس بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج ان تمام علوم کا علم حاصل کرنا ہے۔ نفاقِ عملی کا سبب بھی جہالت ہے۔ اس کا علاج بھی یہ ہے کہ ان علوم کو سیکھ کر اس بیماری سے بچا جائے۔

ریاکاری

اللہ پاک کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے عبادت کرنا ریاکاری کہلاتا ہے، مثلاً: لوگوں پر اپنی عبادت کی دھاک بٹھانا مقصود ہو کہ لوگ اس کی تعریف کریں، اسے عزت دیں اور اس کی خدمت میں مال پیش کریں۔[6]

ریاکاروں کی حسرت سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت میں جانے کا حکم ہو گا لیکن جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے، جنتی محلات اور جنتیوں کے لئے اللہ پاک کی تیار کردہ نعمتیں دیکھیں گے تو پکارا جائے گا: انہیں لوٹا دو؛ کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں، تو وہ بڑی ہی حسرت سے لوٹیں گے اور عرض کریں گے: اے اللہ! اگر تو ہمیں اپنا ثواب اور اپنے دوستوں کے لئے تیار کردہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ آسان ہوتا۔ اللہ پاک فرمائے گا: میں نے تمہارے ساتھ ایسا ہی ارادہ کیا تھا کیونکہ جب تم تنہائی میں ہوتے تو بڑے بڑے گناہ کر کے میرے ساتھ جنگ کرتے لیکن جب لوگوں سے ملتے تو ان سے عاجزی کے ساتھ ملتے۔ ☆لوگوں کو وہ کچھ دکھاتے تھے جو تمہارے دلوں میں میرے لئے نہیں تھا۔ ☆لوگوں سے ڈرتے تھے لیکن مجھ سے نہیں ڈرتے تھے۔ ☆لوگوں کی تو عزت کرتے تھے لیکن میری عظمت کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ ☆لوگوں کی خاطر (گناہ) چھوڑ دیتے تھے لیکن میری خاطر نہیں چھوڑتے تھے۔ لہٰذا آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔[7]

سخت تشویش کا مقام ہے! اگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی ریاکاروں کی فہرست میں شامل کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ رب کی ناراضی اور جنت کے انعامات سے محرومی، نیز میدانِ حشر میں سب کے سامنے رسوائی کا صدمہ ہم کیسے سہیں گی! اس سے پہلے کہ موت ہمیں عمدہ بچھونے سے اٹھا کر قبر میں فرشِ خاک پر سلا دے، ہمیں چاہیے کہ ریاکاری کی تاریکی سے نجات پانے کے لئے اپنے سینے کو نورِ اخلاص سے منور کر لیں اور گناہوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں ورنہ ہمارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور ہم کہیں کی نہ رہیں گی کہ ایک روایت میں ہے: اللہ پاک نے ہر ریاکار پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔[8]

امیرِ اہلِ سنت کے عطا کردہ نیک اعمال کے رسالے کے ہر سوال پر عمل کرتے ہوئے ان شاءاللہ ہم ظاہری و باطنی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ یہ رسالہ پُر کر کے ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں وہاں کی ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے اور شیطان کے ہر وار کو ناکام بنا دیجئے۔ اللہ پاک ہمارے عمل میں اخلاص عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النّبیِّ الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) منہاج العابدین، ص13، 98 ملخصاً (2) نزہۃ القاری، 1/348 (3) دلیل الفالحین، 3/159، تحت الحدیث: 688 (4) باطنی بیماریوں کی معلومات، ص220 (5) احیاء علوم الدین، 2/288 (6) زواجر، 1/86 (7) معجم اوسط، 4/135، حدیث: 5478 (8) جمع الجوامع، 2/242، حدیث: 5329

Go To Index

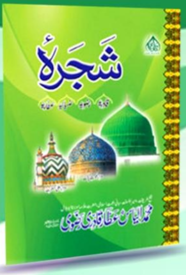

شرحِ شجرہ

قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ (قسط 5)

محترمہ ام فیضان مدنیہ عطاریہ کراچی

5

بَہرِ مَعروف و سَری معروف دے بے خُودسَری
جُندِ حق میں گِن جُنیدِ باصَفا کے واسطے

مشکل الفاظ کے معنی: **بہر:** واسطے۔ **معروف:** نیکی، بھلائی۔ **بے خودسَری:** عاجزی، فرمانبرداری۔ **جندِ حق:** حق کا لشکر۔ **گن:** شمار کر۔ **باصفا:** خالص، پاکیزہ، ستھرا۔

مفہومِ شعر: اے اللہ پاک! مجھے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے اپنی پہچان، نیکی اور بھلائی کی توفیق عطا فرما اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے عاجزی و انکساری کا پیکر بنا؛ عشقِ الٰہی اور اپنے قرب کی ایسی لذت عطا فرما کہ میں تیری محبت میں اپنی خواہشات اور اپنے نفس کو بھول جاؤں نیز حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں مجھے اپنے مخلص بندوں کی جماعت میں شامل فرما۔

شرح: پہلے مصرعے میں لفظ معروف دو مرتبہ آیا ہے؛ پہلا معروف تو بزرگ کا نام ہے اور دوسرے معروف کے معنی نیکی و بھلائی کے ہیں۔ اسی طرح لفظ **سَری** (حضرت سری سقطی کے نام) اور **بے خود سَری** ان دونوں میں لفظی مناسبت (س، ر، ی) ہے۔ جبکہ دوسرے مصرعے میں **جُنید** (حضرت جنید بغدادی کے نام) اور **جُند** ان دونوں میں لفظی مناسبت (ج، ن، د) ہے۔

اس شعر میں سلسلۂ عالیہ، قادریہ، رضویہ، عطاریہ کے نویں، دسویں اور گیارھویں شیخِ طریقت یعنی حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت سری سقطی اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہم کے وسیلے سے دعا مانگی گئی۔

حضرت شیخ معروف کرخی: آپ کی ولادت مقامِ کرخ میں ہوئی۔ آپ کا نام اسدُ الدین، کنیت ابو محفوظ اور القاب عارفِ اسرارِ معرفت، قطبِ وقت اور بدرِ طریقت ہیں۔ البتہ! آپ اپنے اصل نام کے بجائے معروف کرخی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے والد کا نام فیروز ہے۔ پہلے آپ غیر مسلم تھے، مگر بچپن سے ہی آپ کے دل میں اسلام کی بے حد محبت تھی، آپ مسلمان بچوں کے ساتھ نماز پڑھتے اور اپنے ماں باپ کو اسلام کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ اس کے نتیجے میں آپ کو کافی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا، بالآخر ایک دن آپ حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر مسلمان ہونے میں کامیاب ہو گئے اور آپ کی کوشش سے آپ کے والدین بھی داخلِ اسلام ہو گئے۔ آپ کی وفات 2 محرمُ الحرام 200 ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مزار بغدادِ مُعلّٰی میں ہے۔[1]

حضرت ابوالحسن سری سقطی: آپ 155 ہجری بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام سرّ الدین اور کنیت ابوالحسن ہے۔ سری سقطی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی وفات 13 رمضان 253 ہجری کو ہوئی، آپ کا مزار بغداد کے علاقے شونیز میں ہے۔

حضرت جنید بغدادی: آپ کی ولادت 218 ہجری بغداد شریف میں ہوئی۔ آپ کا نام جنید، کنیت ابوالقاسم اور القابات سیدُ الطائفہ، طاؤسُ العلما اور لسانُ القوم ہیں۔ 27 رجب شریف 297 ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کا مزارِ مبارک بھی بغداد شریف کے علاقے شونیزیہ میں واقع ہے۔

اللہ پاک ان بزرگوں پر اپنی خاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ان کے صدقے اس شعر میں جو دعا مانگی گئی ہے اسے ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 شرح شجرۂ قادریہ، رضویہ، عطاریہ، ص67 تا69 ملخصاً

مدنی مذاکرہ

عورتوں کا غیر مرد کو دیکھنا کیسا؟

سوال کیا عورت کے لئے غیر مرد کو دیکھنا منع ہے؟

جواب عورت کا غیر مرد کو دیکھنے کا وہی حکم ہے، جو مرد کے لئے مرد کو دیکھنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کو دیکھنے سے شہوت نہیں پیدا ہو گی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو (یعنی شہوت پیدا ہونے میں شک بھی ہو) تو ہر گز نظر نہ کرے۔[1]

مکاشفۃ القلوب میں ہے: جس نے اپنی آنکھ کو نظرِ حرام سے پُر کیا، بروزِ قیامت اس کی آنکھ میں آگ بھر دی جائے گی۔[2] حدیثِ پاک میں ہے: آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور آنکھوں کا زنا نظر (یعنی حرام چیزوں کی طرف دیکھنا) ہے۔[3] حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سے لوگوں نے دریافت کیا: زنا کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے؟ فرمایا: آنکھ اور شہوت سے۔[4]

جو خوش نصیب حرام کاموں سے اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اللہ پاک اس کے دل میں ایمان کی حلاوت یعنی مٹھاس عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ حلاوت نشان ہے: نظر شیطان کے تیروں میں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے، پس جو شخص میرے خوف سے اسے ترک کر دے تو میں اسے ایک ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت یعنی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا[5]۔[6]

اچھے اخلاق اپنانے اور ان پر استقامت پانے کا طریقہ

سوال اچھے اخلاق اپنانے اور ان پر استقامت پانے کا طریقہ بیان فرما دیجیے۔

جواب عام طور پر اچھے اخلاق والا اسے کہا جاتا ہے جو مسکرا کر خوب گرم جوشی سے ملاقات کرے۔ مسکرا کر گرم جوشی سے ملاقات کرنا بھی اگرچہ اخلاق کا حصہ ہے لیکن اس میں حسنِ معاشرت، دوسروں کو نفع پہنچانا اور نقصان سے بچانا وغیرہ چیزیں بھی داخل ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مسکرا کر گرم جوشی سے مل رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی دوسروں کو نقصان بھی پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی بات ان کے مزاج کے خلاف ہو جائے تو وہ غصے میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں مثلاً: کسی نے آپ کے ساتھ مسکرا کر گرم جوشی سے ملاقات کی اور پھر بڑی محبت کے ساتھ بریانی کی پلیٹ لا کر آپ کو پیش کی، اس دوران آپ نے کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف کر دی تو اس نے وہی پلیٹ آپ کے منہ پر مار دی تو اسے حسنِ اخلاق نہیں بلکہ بد اخلاقی کہیں گے۔

اچھے اخلاق اور خوب مسکرا مسکرا کر تو بعض تاجر حضرات بھی ملتے ہیں اور چائے بوتل کے ذریعے گاہک کی خوب آؤ بھگت بھی کرتے ہیں، مگر سودا نہ ہونے یا ان کے مزاج کے خلاف بھاؤ لگا دینے سے غصے میں آجاتے ہیں تو ایسے تاجر بھی با اخلاق نہیں بلکہ مفاد پرست ہوتے ہیں۔ ان کا یہ اخلاق اللہ پاک کی رضا کے لئے نہیں بلکہ گاہک کو پھنسانے کے لئے ہوتا ہے۔ اچھے اخلاق اور مسکرا کر ملنے کا ثواب اسی صورت میں ملے گا جب یہ کام اللہ پاک کی رضا کے لئے کیے جائیں، ان میں اپنا کوئی ذاتی مفاد مثلاً: میری چیز فروخت ہو جائے، لوگ مجھے ملنسار یا با اخلاق کہیں اور میری ذات سے متأثر ہو جائیں وغیرہ وغیرہ کچھ نہ ہو۔

اچھے اخلاق اپنانے اور ان پر استقامت پانے کے لئے حُسنِ اخلاق کے فضائل اور بد اخلاقی کے نقصانات پر مشتمل کتب

مثلاً: امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”احیاء العلوم“ کی دوسری جلد اور امام طبرانی کی کتاب ”مکارم الاخلاق“ ترجمہ بنام ”حسنِ اخلاق“ کا مطالعہ کیجیے۔ اسی طرح بداخلاقی سے خود کو بچانے، اچھے اخلاق اپنانے اور ان پر استقامت پانے کا ایک بہترین ذریعہ نیک بندوں کے اخلاق وعادات پر مشتمل حکایات وواقعات کا مطالعہ کرنا بھی ہے۔ اس کے لئے خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہ اعظم حضرت علامہ ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”اخلاق الصّالحین“ کا مطالعہ کیجیے۔ اس کتاب میں بزرگانِ دین کے اخلاق، ارشادات اور تصوّف کے بہت پیارے پیارے مدنی پھول موجود ہیں۔ اللہ پاک ہمارے اخلاق و کردار کو بہتر بنا کر ہمیں متقی و پرہیزگار بنائے۔(7)

اسلامی بہنوں کا اپنی ID بنانا کیسا؟

سوال کئی عورتیں انٹرنیٹ پر بنتِ عطّار اور کنیزِ عطّار وغیرہ ناموں سے اپنی فیس بک، ID اور پیج بناتی ہیں جس کے باعث کئی غلط رابطے قائم ہو جاتے ہوں گے کیا ان کا ایسا کرنا درست ہے؟

جواب عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دینے کا حکم دیا گیا ہے(8) اور سورۂ یوسف کی تفسیر پڑھانے سے منع کیا گیا ہے کہ اس میں ایک عورت کے مکر کا ذکر ہے۔ چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف کا ترجمہ (وتفسیر) نہ پڑھائیں کہ اس میں مکرِ زناں (یعنی عورتوں کے دھوکا دینے) کا ذکر فرمایا ہے۔(9) جب عورتوں کو قرآنِ کریم کی سورۂ یوسف کی تفسیر پڑھانے سے منع کیا گیا ہے تو فیس بک چلانے کی اجازت کس طرح دی جاسکتی ہے کہ جہاں بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں۔ عورتوں کو تو اپنا نام بھی ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ میری ایک ہی بیٹی ہے شاید ہی اس کا نام حاضرین میں کسی اسلامی بھائی کو معلوم ہو کیونکہ میں اس کا نام لیتا ہی نہیں۔ بعض لوگ دھڑلّے سے کھلے عام اپنی بہو بیٹیوں کے نام لیتے ہیں مجھے یہ پسند نہیں ہے۔ جب میں کسی کے سامنے اپنی بیٹی کا نام لینا پسند نہیں کرتا تو پھر اس کے نام کا پیج کس طرح پسند کر سکتا ہوں جو عام طور پر بہت ساری خرابیوں اور گناہوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور جس میں تصویریں، آوازیں اور نہ جانے کیا کیا ڈالا جاتا ہوگا۔ بہر حال اگر کوئی ”بنتِ عطّار“ کے نام سے پیج کھول کر یہ ظاہر کرنا چاہتی ہو کہ وہ ”بنتِ عطّار“ یعنی عطّار کی حقیقی بیٹی ہے تب تو یہ حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ حدیثِ پاک میں اس پر لعنت کی گئی ہے۔ نیز اگر لوگوں کو دھوکا دینے کی نیت سے **بنتِ عطّار** کے نام سے پیج کھولا کہ لوگ دھوکے سے اس پیج کو دیکھیں تو اس صورت میں جھوٹ اور دھوکے کے گناہ سے بھی توبہ کرنا واجب ہے۔

جو اسلامی بہنیں اپنے نام کے ساتھ عطّاریہ، قادریہ اور رضویہ لکھ کر آئی ڈی بنائیں یا پیج چلائیں میری طرف سے ان کی نہ پذیرائی ہے اور نہ ہی حوصلہ افزائی۔ جو اسلامی بہنیں واقعی عطّاریہ ہیں اور جن کے خمیر میں عطّاریت شامل ہے انہیں میری طرف سے پیج چلانے کی اجازت ہی نہیں بلکہ اگر عطّاریہ نہ بھی ہو جو بھی مجھ سے عقیدت و محبت رکھنے والی میری مسلمان مدنی بیٹی ہے وہ پیج نہ چلائے۔ لفظ ”عورت“ کے لغوی معنیٰ ہی چھپانے کی چیز ہے لہٰذا عورت کے لئے چادر اور چار دیواری ہے۔ بہارِ شریعت میں ہے: عورت کی آواز بھی عورت ہے یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سنانے کی اجازت نہیں۔(10) لہٰذا عورتوں کا سج دھج کر پیج پر آنا اور گلیوں بازاروں میں گھومنا باحیا عورتوں کا کام نہیں۔ اسلامی بہنوں سے میری مدنی التجا ہے کہ یہ کسی کے پیج کو لائک بھی نہ کریں کہ یہ نالائقی ہے۔ انٹرنیٹ چلانا اور سوشل میڈیا کی طرف جانا اسلامی بہنوں کا کام ہی نہیں لہٰذا جتنا ہو سکے اس سے بچیں۔(11)

---

(1) بہارِ شریعت، 3/443، حصہ: 16 (2) مکاشفۃ القلوب، ص10 (3) مسلم، ص1095، حدیث: 6753 (4) کیمیائے سعادت، 2/555 (5) معجم کبیر، 10/173، حدیث: 10362 (6) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/40 تا 43 ملتقطاً (7) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/171 تا 173 (8) مستدرک، 3/158، حدیث: 3546 (9) فتاویٰ رضویہ، 24/455 (10) بہارِ شریعت، 1/552، حصّہ: 3 (11) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/146، 147

Go To Index

بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھائیں

اُمِّ میلاد عطّاریہ*
نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت (دعوتِ اسلامی)

”بیٹی“ یہ لفظ سنتے ہی دل میں محبّت، نرمی اور سکون کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔ بیٹی وہ نازک پھول ہے جو اپنے وجود سے گھر کو جنّت کا رنگ دیتی ہے۔ مگر یاد رکھیے! یہ نازک پھول صرف حفاظت کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ اسے زندَگی کی تیز و تند آندھی و طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے حوصلے اور دانائی کی ضَرورت بھی ہوتی ہے۔ آج کے دور میں جہاں زندَگی نت نئے امتحانات سے بھری ہوئی ہے، ہم اپنی بیٹیوں کو صرف روایتی تعلیم تک محدود نہ رکھیں بلکہ اُنہیں مسائل کا حل تلاش کرنے کا حوصلہ اور شعور بھی دیں۔ ہماری بیٹیوں کو سکھانے کی اَہَم چیز سوچنا، سمجھنا اور اپنے مسائل کا حل تلاش کرنا بھی ہے کیونکہ وہ بیٹی جو مشکل وقت میں ہمّت نہ ہارے، جو حالات کے طوفان میں بھی اپنی راہ خود تلاش کر لے، دراصل وہی بیٹی حقیقی معنوں میں کامیاب اور باوقار بنتی ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو فیصلہ کرنے کا حوصلہ دیں۔ جب کوئی چھوٹا مسئلہ درپیش ہو، چاہے وہ گھر کی کوئی ذمّہ داری ہو یا تعلیم کا معاملہ، اُن سے رائے لیں، اُنہیں غور و فکر کا موقع دیں۔ انہیں یہ احساس دلائیں کہ ان کی سوچ کی قدر ہے، ان کی رائے اَہَم ہے۔ یہی چھوٹے چھوٹے مواقع آگے چل کر اُن کے اندر اعتِماد، بصیرت اور خود اِنحصاری پیدا کرتے ہیں۔ بیٹی کو زندگی کے اُتار چڑھاؤ کا سامنا کرنا سکھانا دراصل اُس کے اندر یہ یقین بٹھانا ہے کہ ”میں کمزور نہیں، میں اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکتی ہوں۔“ جب ہم اپنی بیٹیوں کو صرف سہارا نہیں بلکہ حوصلہ دینا سیکھ جاتے ہیں، تب وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیابی کے چراغ روشن کرتی ہیں۔ وہ ماں بن کر اولاد کی رَہنمائی کرتی ہیں، استاد بن کر نسلوں کو روشنی دیتی ہیں، ساس بن کر خاندان میں محبّت، حکمت اور فہم و فراست سے خوشی، اتحاد اور استحکام کا ذریعہ بنتی ہیں، نانی دادی، پھوپھی خالہ بن کر وہ نرمی، محبّت اور عِلم سے بچّوں کی شخصیت سنوارتی ہیں، بیوی بن کر اپنے ہمسفر کے سکھ دُکھ کی ساتھی بنتی ہیں۔ آیئے، ہم اپنی بیٹیوں کو کمزور نہیں، مضبوط بنائیں۔ انہیں شکایت کرنا نہیں، سوچنا اور حل تلاش کرنا سکھائیں۔ بیٹیوں کی تربیَت میں سب سے اَہَم پہلو یہ ہے کہ انہیں نہ صرف دینی و دنیاوی تعلیم دی جائے بلکہ زندگی کے مسائل کو پہچاننے اور ان کا حل تلاش کرنے کی صلاحیّت بھی سکھائی جائے۔ بیٹیوں کو مسائل کا حل قراٰن کی روشنی میں سکھائیں۔ یہ عنوان تین بنیادی اسلامی اُصولوں کو یکجا کرتا ہے، 1 **صَبْر:** مشکلات میں ثابت قدمی۔ 2 **شُعور:** علم و فہم کے ذریعے مسئلے کو پہچاننا۔ 3 **ہمت و حوصلہ:** حل کی طرف عملی قدم اٹھانا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق بیٹیوں کو مسائل کا حل تلاش کرنا سکھانا ایک اہم تربیتی فریضہ ہے، جو ان کی خود اعتمادی، فہم اور روحانی ترقّی کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ مضمون اسی تربیتی اُصول کو اُجاگر کرتا ہے۔

قراٰن کی تعلیمات قراٰنِ مجید میں حضرت مریم، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور دیگر خواتین کے واقعات ہمیں سکھاتے ہیں کہ عورت بھی مشکلات میں صبر، حکمت اور تدبّر سے کام لے سکتی ہے۔ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر مثالی خواتین کی زندگیوں سے سبق حاصل کریں۔ بیٹیوں کو اسلام کی بزرگ خواتین کے واقعات سے سبق سکھایا جائے کہ وہ اپنے مسائل کو اللہ پر توکّل کے ساتھ حل کریں۔

تعلیماتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف محبّت دی بلکہ عملی زندگی کے مسائل سے نمٹنے کی تربیَت بھی دی۔ ان کی زندگی سادگی، صبر اور فہم کی مثال ہے۔

دُعا اور مشورہ اسلام میں دُعا کو مسئلے کے حل کا اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ بیٹیوں کو سکھائیں کہ وہ ہر مشکل میں اللہ سے رُجوع کریں، نَمازوں کی پابندی کسی حال میں نہ چھوڑیں نیز نوافل کی کثرت بھی شروع کردیں اور اہلِ علم و تجربہ کار سے مشورہ لینا بھی سیکھیں۔

تربیتی طریقے سُوال پوچھنے پر حوصلہ افزائی کریں۔ بیٹیوں کو سکھائیں کہ وہ مناسب انداز میں سوال کریں، حقیقت کو جانیں لیکن ایسی باتیں کہ جن کا جاننا شرعاً ضروری ہو اور زندگی کی ضروریات کا حصہ ہو، ایسی باتیں جن کی جستجو میں پڑنے سے گھر کا سکون خراب ہو، دور رہیں، بیٹیوں کو سکھائیں کہ شوہر سے ہر بات کا سوال کرتے رہنا اور بار بار کچھ نا کچھ کریدتے رہنا بھی درست نہیں۔

عملی مشقیں دیں روز مرّہ مسائل جیسے سہیلیوں کے ساتھ اختلاف یا تعلیمی دباؤ پر بات کریں اور حل تلاش کرنے کی مشق کروائیں۔

اخلاقی تربیَت سچّائی، عدل اور صبر جیسے اسلامی اخلاقی اصولوں کو مسائل کے حل میں شامل کریں۔ یہ تربیَت نہ صرف ان کی ذاتی زندگی میں مددگار ہوگی بلکہ وہ معاشرے میں بھی مثبت کردار اَدا کرے گی۔ اب چاہے دینی مسائل ہوں یا دنیاوی مسائل ہوں ہر پہلو سے اپنی بیٹیوں کو تربیَت دیں مثلاً کبھی زندگی کے اُتار چڑھاؤ میں اسے کسی قدرتی آفت نے آن گھیرا تو اُسے ڈپریشن میں جانے کے بجائے صبر و ہمّت سے کام لینا آتا ہو، پیسے کی تنگی کا سامنا ہو تو اسے حلال ذرائع سے پیسے کمانا، اِسراف سے بچنا، کفایت شعاری کرنا آتا ہو بجائے اس کے کہ بلاوجہ سُوال کرکے دوسروں کی محتاج بنے۔ گھریلو تنازعات کا سامنا ہو تو اُسے اپنی میٹھی زبان، نرم الفاظ اور حسنِ اخلاق سے سخت دل کو بھی موم کرنا آتا ہو۔ گھر میں اچانک مہمان آجائیں تو کیا کیا بنانا ہے کتنے افراد کا کھانا بنانا ہے یہ سب آتا ہو، گھر میں ایمرجنسی ہوجائے کوئی حادثہ پیش آجائے تو گھبرانے کے بجائے اُسے فرسٹ ایڈ (ابتدائی طبّی امداد) کرنا آتا ہو وغیرہ۔ بیٹی اگر زندگی میں کسی مشکل یا چیلنج سے دوچار ہوجائے تو اُس کے لیے سب سے قیمتی اَثاثہ اُس کی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیّت ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو ہر بات میں دوسروں پر انحصار کرنے کے بجائے خود سوچنے، تجزیہ کرنے اور درست فیصلہ کرنے کی تربیَت دیں۔ انہیں یہ سمجھائیں کہ مشکل وقت میں گھبرانے کے بجائے ٹھہر کر مسئلہ دیکھیں، اس کے اسباب جانیں اور ممکنہ حل تلاش کریں۔ گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں بھی بیٹیوں کو شریک کریں۔ اگر کوئی مسئلہ پیدا ہو جائے تو فوراً خود حل کرنے کے بجائے ان سے مشورہ لیں، اُن کی رائے کو اہمیّت دیں۔ اس طرح ان کے اندر اعتماد پیدا ہوگا کہ وہ کسی بھی صورتحال کا مقابلہ خود کرسکتی ہیں۔ یہ تربیَت نہ صرف ان کی گھریلو زندگی میں مددگار ثابت ہوگی بلکہ مستقبل میں جب وہ عملی زندگی میں قدم رکھیں گی، چاہے وہ ایک ماں، اُستانی، ڈاکٹر، یا کوئی بھی پیشہ اختیار کریں اُن کے اندر فیصلہ کرنے اور مشکلات کا سامنا کرنے کی صلاحیّت اور جُراَت ہوگی۔ اپنی اولاد کی بہترین تربیَت کے لیے ہر ہفتے نَمازِ عشا کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کو مدنی چینل پر دیکھا کریں۔

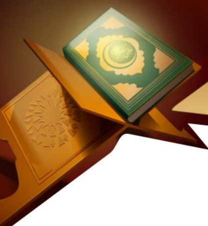

تلاوتِ قرآن کی فضیلت

محترمہ بنتِ افضل مدنیہ عطاریہ لاہور

انسان میں کیا طاقت ہے جو رب کے کلام کے فضائل و فوائد کو مکمل طور پہ بیان کر سکے۔ البتہ! اسلامی بہنوں کی ترغیب کے لئے چند فضائل عرض کیے جاتے ہیں۔

یاد رہے! کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے۔ ایک بات بے نام فقیر کے منہ سے نکلتی ہے، اس پر کوئی دھیان بھی نہیں دیتا اور ایک بات سلطان یا بادشاہ کہتا ہے تو اسے دنیا بھر میں پھیلایا جاتا ہے، اخباروں اور رسائل میں شائع کیا جاتا ہے۔ الغرض کلام کی عظمت کا اندازہ کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتا ہے۔ اسی طرح دیکھا جائے تو قرآنِ مجید وہ عظیم تر کلام ہے جس کی مثل ناممکن ہے کیونکہ وہ خالقِ کریم کا کلام ہے۔ مثل مشہور ہے: کَلَامُ الْمَلِكِ مَلِكُ الْكَلَامِ یعنی بادشاہ کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔

کلام پاک کا پڑھنا، یاد کرنا اور اسے سمجھنا ہر طرح باعثِ خیر و برکت ہے۔ اس کی تلاوت کی اہمیت کا اندازہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ قرآنِ کریم کا دور کیا کرتے تھے اور جس سال حضور کا وصال ہوا اس سال دو مرتبہ دور کیا۔[1]

اس حدیثِ پاک کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے: ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد سارا قرآنِ مجید ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر ماہِ رمضان میں پورے قرآن کا حضور کے ساتھ دَور کرتے تھے مگر اس دَور کا نام نزولِ قرآن نہ تھا نزول تو وہ تھا جو حسبِ موقع آیات کا ورود ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان میں قرآنِ مجید کا دَور کرنا سنتِ رسولی بھی ہے اور سنتِ جبریلی بھی کہ ایک پڑھے دوسرا سنے، پھر وہ پڑھے یہ سنے۔ یہ واقعہ یعنی دوبار ایک ماہ میں دور فرمانا پندرہ دن میں دورہ ختم کر دینا حضور کے آخری رمضان شریف میں ہوا اور حضرت فاطمہ سے حضور کا یہ فرمان رمضان کے بعد تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اول ہی سے سارے قرآن سے واقف تھے، جسے قرآن نہ آتا ہو اس کے ساتھ دَور نہیں کیا جاتا بلکہ اسے پڑھایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اگلے رمضان سے پہلے ہماری وفات ہو جائے گی۔ بعض سورتیں مکمل نہیں نازل ہوئی تھیں کچھ آیات آچکی تھیں کچھ آنے والی تھیں پھر دَور کیسا![2]

یہ وہ پاکیزہ کلام ہے جس کے سیکھنے سکھانے والوں کو بہترین قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے سکھائے۔[3]

اس حدیث شریف کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے: قرآن سیکھنے سکھانے میں بہت وسعت ہے، بچوں کو قرآن کے ہجے روزانہ سکھانا، قاریوں کا تجوید سیکھنا سکھانا، علما کا قرآنی احکام بذریعہ حدیث و فقہ سیکھنا سکھانا صوفیائے کرام کا اسرار و رموزِ قرآن بسلسلۂ طریقت سیکھنا سکھانا سب قرآن ہی کی تعلیم ہے صرف الفاظِ قرآن کی تعلیم مراد نہیں، لہٰذا یہ حدیث فقہا کے اس فرمان کے خلاف نہیں کہ فقہ سیکھنا تلاوتِ قرآن سے افضل ہے کیونکہ فقہ احکامِ قرآن ہے اور تلاوت میں الفاظِ قرآن چونکہ کلام اللہ تمام کلاموں سے افضل ہے لہٰذا اس کی تعلیم تمام کاموں سے بہتر اور اسرارِ قرآن الفاظِ قرآن سے افضل ہیں کہ الفاظِ

Go To Index

قرآن کا نزول حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے کان مبارک پر ہوا اور اسرار و احکام کا نزول حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دل پر ہوا۔[4]

کائنات کے سب سے پاکیزہ اور خیر و برکت کے حامل کلام کی عظمت حدیثِ قدسی میں بھی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ کریم فرماتا ہے: تلاوتِ قرآن جسے میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے روک دے تو میں اسے مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا اور اللہ پاک کے کلام کی فضیلت باقی سب کلاموں پر ایسی ہی ہے جیسی اللہ کریم کی اپنی مخلوق پر۔[5]

اس حدیثِ پاک کے تحت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآن سے مراد حفظِ قرآن یا تلاوتِ قرآن یا تَفَکُّر وتَدَبُّر فِی القُرآن ہے یعنی جو حافظ یا قاری قرآن یا تجوید یاد کرنے میں یا عالمِ دین قرآنِ کریم سے مسائل مستنبط کرنے (نکالنے) میں اتنا مشغول رہے کہ اسے دیگر وظیفے و دعاؤں کا وقت ہی نہ ملے، اسی طرح جو مُعَلِّم تعلیم علوم، قرآن کی مشغولیت کی وجہ سے درود وظیفے دعائیں نہ کر سکے یہاں دعاؤں وظیفوں سے مراد وہ دعائیں وظیفے ہیں جو قرآنِ مجید کے علاوہ ہیں، ورنہ قرآن شریف میں خود بہت دعائیں وظیفے ہیں۔ خیال رہے کہ رب سے دعائیں مانگنا صراحۃً اور صاف صاف بھیک مانگنا ہے مگر تلاوتِ قرآن یا تعلیمِ قرآن بالواسطہ بھیک ہے جیسے ہمارے دروازہ پر بھکاری کھڑے ہو کر ہماری تعریفیں کرتے ہیں کہ آپ بڑے سخی داتا ہیں یوں ہی درود شریف درپردہ دعا ہے بھکاری غنی کے بال بچوں کو دعائیں دے کر درپردہ بھیک مانگتے ہیں بچے جیتے رہیں جان مال کی خیر ہو، ہم بھی رب کے محبوب کو دعائیں دیدے کر اس سے بھیک مانگتے ہیں اسی لئے درود شریف کے متعلق بھی مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جو شخص درود شریف میں مشغولیت کی وجہ سے دعا نہ مانگ سکے اس کی تمام ضروریات خود ہی پوری ہوں گی، دکھ، درد، رنج، غم خود بخود ہی دفع (دور) ہوتے رہیں گے۔[6]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں قرآنِ کریم کی تلاوت کی جاتی ہے وہ گھر آسمان والوں کو ایسا ہی نظر آتا ہے جیسے زمین پہ رہنے والوں کو ستارے۔[7]

ایک روایت میں اہلِ قرآن کو اللہ والے اور اس کے خاص بندے قرار دیا گیا ہے۔[8]

بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک ہے کہ جب کوئی قوم اللہ پاک کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کی تلاوت کرتی ہے اور ایک دوسرے کو قرآن کا درس دیتی ہے تو ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ پاک انہیں اس جماعت میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہے۔[9] علامہ علی قاری فرماتے ہیں: یہاں اللہ پاک کے گھر سے مراد مدارس اور صوفیا کی خانقاہیں ہیں جو اللہ کے ذکر کے لئے وقف ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے اس سے خارج ہیں کہ وہاں تو جانا ہی مکروہ ہے۔ تلاوت سے مراد صرف زبان سے الفاظِ قرآن پڑھنا نہیں بلکہ بندۂ مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ تلاوت کرتے وقت یہ تصور کرے کہ اللہ پاک اس وقت اسے دیکھ رہا ہے بلکہ وہ اپنے دل میں یہ تصوُّر جمائے کہ اللہ پاک اس سے مخاطب ہے بلکہ وہ کلام کرنے والے کے مشاہدے میں ایسا گم ہو جائے کہ اسے کسی کا خیال نہ رہے۔[10]

مراۃ المناجیح میں ہے: درسِ قرآن سے مراد قرآن شریف کی تلاوت، تجوید و اَحکام سیکھنا ہیں، لہٰذا اس میں صَرف، نحو، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ کے درس شامل ہیں جیسا کہ مرقاۃ وغیرہ میں ہے۔ اسی لئے تلاوت کے بعد درس کا علیحدہ ذکر فرمایا۔ (حدیثِ پاک میں مذکور لفظ سکینہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں:) سکینہ اللہ (پاک) کی ایک مخلوق ہے جس کے اترنے سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے، کبھی ابر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے اور دیکھی بھی جاتی ہے۔ اس کی برکت سے دل سے غیرِ خدا کا خوف جاتا رہتا ہے۔ (حدیث میں) رحمت سے خالص رحمت مراد ہے جو بوقتِ ذِکر ذاکر (ذکر

Go To Index

کرنے والے) کو ہر طرف سے گھیرتی ہے۔ (حدیث میں) فرشتوں سے سیّاحین فرشتے مراد ہیں جو ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں ورنہ اعمال لکھنے والے اور حفاظت کرنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جہاں مجمع کے ساتھ ذِکر اللہ ہو رہا ہو وہاں یہ تین رحمتیں اترتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تنہا ذکر سے جماعت کامل کر ذکر کرنا افضل ہے۔[11]

تجوید کی اہمیت: قرآنِ مجید کے مذکورہ فضائل و کمالات تبھی حاصل ہو سکتے ہیں جب قرآن شریف کے ہر حرف کو اس کے مخرج و صفات کے ساتھ پڑھا جائے ورنہ غلط پڑھنا گناہ کا باعث بن سکتا ہے۔ تلاوت عربی زبان کے بغیر نہیں ہو سکتی، لہٰذا اس کے آداب و شرائط کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے اور اس میں کوئی ترمیم اور تبدیلی بھی نہیں کی جا سکتی جس کے بعد یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ علمِ تجوید اپنی تفصیلات کے ساتھ نہ سہی لیکن ایک مقدار تک واجب ضرور ہے اور اس کے بغیر نماز کا درست ہونا مشکل ہے۔ اب اگر کوئی خاتون تجوید کے ضروری قواعد کو نظر انداز کر دیتی ہے تو گویا وہ قراءتِ قرآن کی طرح نماز کو بھی درست ادا نہیں کرتی۔

خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد اپنا قیمتی وقت جھوٹی کہانیوں، ٹی وی، شاپنگ، موبائل چیٹ، ویڈیو گیمز اور فضول مشاغل میں ضائع کر رہی ہے۔ بعض نادان تو ماہِ رمضان جیسے بابرکت مہینے میں بھی موبائل پر گناہوں بھری چیزیں دیکھ کر روزے کے تقدس کو پامال کرتی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ مہینوں قرآنِ پاک کا ایک صفحہ پڑھنے کی توفیق نہیں ملتی، جبکہ بچوں، بچیوں کو کھلاڑیوں، فنکاروں اور گلوکاروں کے نام تو یاد ہوتے ہیں، مگر قرآنِ پاک کی سورتیں، انبیائے کرام، بزرگانِ دین اور اسلامی مہینوں سے وہ ناواقف رہتے ہیں۔ یہ دینی محرومی یقیناً لمحۂ فکریہ ہے۔

الحمدُللہ! خواتین کو قرآنِ کریم سے جوڑنے کے لئے دعوتِ اسلامی کی خدمات نہایت منظم، ہمہ گیر اور قابلِ تحسین ہیں۔ اس مقصد کے تحت مختلف شعبہ جات قائم کیے گئے ہیں جن میں مدرسۃ المدینہ گرلز کے ذریعے بچیوں کو ناظرہ و حفظِ قرآن کے ساتھ بنیادی دینی تعلیم دی جاتی ہے، مدرسۃ المدینہ بالغات کے ذریعے بڑی عمر کی خواتین کو قرآنِ کریم صحیح تجوید کے ساتھ پڑھنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے، جبکہ گلی گلی مدرسۃ المدینہ کے تحت بھی مفت قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے۔

اسی طرح فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز کے ذریعے ملک و بیرونِ ملک خواتین کو آن لائن قرآنِ کریم، تجوید اور دیگر دینی علوم سکھائے جا رہے ہیں۔

الغرض دعوتِ اسلامی نے خواتین کی دینی تعلیم، خصوصاً قرآن فہمی کے لئے ایک مضبوط اور مؤثر نظام قائم کر کے امت کی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

مختصر یہ کہ دعوتِ اسلامی پُرفتن حالات میں مسلمانوں کے رشتے کو قرآنِ کریم سے مضبوط کرنے اور فیضانِ قرآن کو عام کرنے کے لئے ہمہ وقت متحرک ہے۔ لہٰذا حفظ و ناظرہ اور قرآنِ کریم کی درست تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنے قریبی مدرسۃ المدینہ گرلز، مدرسۃ المدینہ بالغات، گلی گلی مدرسۃ المدینہ یا فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز میں داخلہ لیجیے۔ اللہ کریم ہمیں درست مخارج و صفات کے ساتھ شب و روز قرآنِ مجید کی تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 بخاری، 4/184، حدیث: 6285، 6286
2 مراۃ المناجیح، 8/454
3 بخاری، 3/410، رقم: 5027
4 مراۃ المناجیح، 3/217
5 ترمذی، 4/425، حدیث: 2935
6 مراۃ المناجیح، 3/237
7 شعب الایمان، 2/341، حدیث: 1982
8 ابن ماجہ، 1/140، حدیث: 215
9 مسلم، ص1110، حدیث: 6853
10 مرقاۃ المفاتیح، 1/456، تحت الحدیث: 204 ملخصاً
11 مراۃ المناجیح، 1/190 ملخصاً

دارُالافتاء اہلسنّت

مفتی محمد قاسم عطاری* نگران مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دارالافتاءاہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کیے جارہے ہیں۔

1 بے عملی کے باوجود دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل یہ جملہ بولا جاتا ہے کہ ”ہم تو خود گنہگار ہیں دوسروں کو کیا نیکی کی دعوت دیں۔“ مجھے یہ رہنمائی چاہیے تھی کہ اس جملے کی کیا حقیقت ہے؟ کیا دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے کے لیے خود کا باعمل ہونا ضروری ہے؟ یا خود کے عمل میں کمزوری ہونے کے باوجود بھی دوسروں کو نیکی کی دعوت دے سکتے ہیں؟ تفصیلاً رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا امتِ محمدیہ کے نمایاں اوصاف میں سے ایک وصف ہے، اسی عظیم خوبی کے سبب خالقِ کائنات عزوجل نے اس امت کو سب سے بہترین امت قرار دیا، تو جس طرح ہر مسلمان کا اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ضروری ہے، اسی طرح اپنے اہل خانہ اور دوسرے مسلمانوں کو بھی بقدر طاقت و توفیق، حکمت عملی سے گناہوں سے روکنا لازم ہے۔ نیز خود کے عمل میں کوتاہی اگرچہ صحیح نہیں کہ یہ بھی اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہے، لیکن اس کوتاہی کی وجہ سے دوسروں کو نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے والے فریضہ سے سبکدوشی نہیں ملے گی، کیونکہ خود نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا ایک واجب ہے اور دوسروں کو بقدرِ طاقت گناہوں سے روکنا دوسرا واجب ہے، اگر ایک واجب پر عمل نہیں ہے، تو ہونا یہ چاہیے کہ اس کمی کو پورا کیا جائے، نہ کہ جرم پر مزید جرم کرتے ہوئے دوسرے واجب کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ لہٰذا سوال میں بیان کردہ جملہ کہ **”ہم تو خود گنہگار ہیں دوسروں کو کیا نیکی کی دعوت دیں“** درست نہیں ہے، ہم پر لازم ہے کہ شریعت مطہرہ پر چلتے ہوئے خود بھی گناہوں سے بچیں دوسروں کو بھی بقدرِ طاقت، حکمت عملی سے بچائیں۔

نوٹ: ایسی جگہ جہاں ظنِ غالب ہو کہ سامنے والا نہیں مانے گا یا فتنہ و فساد ہوگا، وہاں نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے منع کرنا، لازم نہیں ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 سلام کے ثواب کی جوابِ سلام کے ثواب سے زیادتی کی حکمت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ سلام کرنے والے کو زیادہ نیکیاں ملتی ہیں، جبکہ سلام کا جواب دینے والے کو کم۔ حالانکہ سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے، اور واجب کا ثواب سنت سے زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن یہاں سنت کا ثواب واجب سے زیادہ ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی اصول یہی ہے کہ واجب کا ثواب، واجب ہونے کی وجہ سے، سنت سے زائد ہوتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی سنت عمل صرف اس وجہ سے کہ وہ سنت ہے، واجب سے افضل نہیں ہو سکتا۔ واجب اپنی حقیقت اور شرعی درجہ بندی کے لحاظ سے ہمیشہ سنت

سے افضل اور مقدم رہے گا۔ تاہم بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کم درجے والے عمل (مثلاً سنت و نفل) کے ضمن میں چند ایسے فضائل، اسباب یا اضافی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے اس کا ثواب زیادہ درجے والے عمل (فرض وواجب) سے بڑھ جاتا ہے، لیکن یہ فضیلت خاص اس خارجی سبب کی وجہ سے ہوتی ہے نہ کہ سنت یا نفل ہونے کی وجہ سے۔ ملاقات کے وقت سلام کرنا اور جواب دینا دونوں ہی مسلمان بھائی سے اظہارِ محبت و مودت کا ذریعہ ہے، لیکن چونکہ سلام کرنے والا اس نیکی میں پہل کرتا ہے اس وجہ سے اسے زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے کہ حدیث پاک کے مطابق نیکی میں پہل کرنا جوابی اقدام سے کئی گُنا افضل و اعلیٰ ہوا کرتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

3 ایک فقیرِ شرعی کو ایک سے زائد قسموں کے کفارے دینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ قسم کے کفارے میں ایک فقیرِ شرعی کو ایک دن میں ایک ساتھ ایک ہی صدقۂ فطر کی مقدار دی جاسکتی ہے، اس سے زیادہ دینا درست نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر ایک سے زائد قسم کے کفارے لازم ہوں، تو کیا ایک ہی دن میں ایک ہی فقیرِ شرعی کو ہر کفارے کے بدلے علیحدہ علیحدہ صدقۂ فطر دیا جا سکتا ہے؟ یعنی ایک فقیر کو پہلے کفارے کا صدقۂ فطر دینے کے بعد، اسی دن دوسرے کفارے کی نیت سے دوسرا صدقۂ فطر بھی دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! اگر کسی شخص پر ایک سے زائد قسم کے کفارے لازم ہوں تو وہ ایک ہی شرعی فقیر کو ایک ہی دن میں ایک کفارے کی نیت سے صدقۂ فطر ادا کرنے کے بعد، اسی فقیر کو اسی دن دوسرے کفارے کا صدقۂ فطر بھی دے سکتا ہے، بشرطیکہ ہر کفارے کا صدقۂ فطر علیحدہ علیحدہ دے۔ اگر دونوں کفاروں کا صدقۂ فطر ایک ساتھ ادا کرے گا، تو صرف ایک کفارے کی ادائیگی شمار ہوگی۔ البتہ جب وہ ہر کفارے کا صدقۂ فطر علیحدہ علیحدہ دے گا، تو ہر کفارے کی ادائیگی شرعاً صحیح اور معتبر ہوگی۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

4 چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ کے بعد سہواً پانچویں رکعت میں کھڑا ہونے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ اگر کوئی شخص چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ مکمل کرنے کے بعد سلام پھیرنے کی بجائے بھولے سے پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور پانچویں کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا سجدہ سہو کر کے سلام پھیر سکتا ہے؟ یا پانچویں رکعت کے بعد چھٹی رکعت ملانا بھی لازم ہے؟ اگر لازم ہے، تو چھٹی رکعت نہ ملانے کی وجہ سے اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

چار رکعت والی نماز میں قعدہ اخیرہ مکمل کرنے کے بعد اگر کوئی پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر سجدہ کرنے سے پہلے یاد آجائے، تو واپس لوٹ کر تشہد کا اعادہ کئے بغیر سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد یاد آئے، تو ایسے شخص کو چاہیے کہ مزید ایک اور رکعت ملا کر آخر میں سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرلے، اس طرح پہلی چار رکعتیں فرض اور باقی دو نفل شمار ہوں گی۔ البتہ اگر کوئی شخص چھٹی رکعت نہ ملائے، بلکہ پانچویں رکعت مکمل کرنے کے بعد سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے، تو بھی اس کی نماز درست ہے، نماز دوبارہ پڑھنا لازم نہیں، کیونکہ چھٹی رکعت ملانا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے اور ترکِ مستحب کی وجہ سے نماز کو لوٹانا لازم و ضروری نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی نماز کو دوبارہ پڑھ لیا جائے لیکن اگر کوئی نہ پڑھے، تو گنہگار نہیں ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

Go To Index

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد قاسم عطّاری*
نگرانِ مجلس تحقیقاتِ شرعیہ، دار الافتاء اہلِ سنّت، فیضانِ مدینہ کراچی

1 ماشآءَ اللہ کے کلمات کو بے وضو چھونا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں خواتین حجاب میں ایک پٹی استعمال کرتی ہیں، جس پر قرآنی کلمہ **"ماشآءَ اللہ"** لکھا ہوتا ہے، یونہی مردوں کیلئے بھی پٹی آتی ہے، جس کو بازو پر باندھا جاتا ہے، اس پر بھی **"ماشآءَ اللہ"** لکھا ہوتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسے کپڑے یا پٹی کو بے وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیان کردہ صورت میں ایسی پٹی جس پر **"ماشآءَ اللہ"** کے کلمات لکھے ہوں، اُسے بے وضو چھو سکتے ہیں، شرعاً اس میں گناہ نہیں، کیونکہ عموماً اس طرح کی چیزوں پر یہ کلمات آیتِ قرآنی کی حکایت کے طور پر نہیں، بلکہ حصولِ برکت یا کسی اور مقصد، مثلاً نظرِ بد سے بچنے کیلئے لکھے جاتے ہیں، اس لیے ایسے کلمات جن کو ان مقاصد کیلئے لکھنے میں لوگوں کا معمول ہے، ان کو بے وضو حالت میں چھونا، گناہ نہیں، ہاں! وضو و طہارت کی حالت میں چھونا، بہتر ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ انہیں پہنے ہوئے بیت الخلاء میں جانا منع ہے۔

اس کی فقہی اعتبار سے نظیر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہے کہ ہمارے ہاں کتابوں یا تحریرات وغیرہ کے شروع میں لکھی جاتی ہے اور اس میں عموماً آیتِ قرآنی کی حکایت مقصود نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں سے برکت لینا مقصود ہوتا ہے، اسی طرح کلمۂ استرجاع "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہ اس کو محض اظہارِ افسوس کیلئے یا خبرِ غم کے جواب میں یا مصیبت کے وقت اس جملے کو کہنے کی حدیثِ پاک میں بیان کردہ فضیلت پانے کی غرض سے لکھا و بولا جاتا ہے، ان دونوں کلمات کو دعا و ثنا و برکت وغیرہ کی نیّت سے لکھنے و بولنے میں تعاملِ ناس ہے کہ ہر خاص و عام کسی خاص موقع پر ان کلمات کو بطورِ دعا و ثنا یا تبرک کے طور پر لکھتا، بولتا ہے اور لکھتے، بولتے وقت حکایتِ قرآن کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی، اسی طرح کلمۂ **"ماشآءَ اللہ"** کو بھی حصولِ برکت یا نظرِ بد سے بچنے کیلئے لکھا جاتا ہے، اس لیے اس کلمہ کو بے وضو لکھنا اور چھونا، جائز ہے۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 قیام و رکوع و سجود میں معذور کیلئے حکم شرعی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ ایک خاتون کو استحاضے کا مرض ہے، انہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے اور رکوع و سجود میں جھکنے کی وجہ سے خون آتا ہے، جبکہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنے کی صورت میں خون نہیں آتا، تو اس صورت میں اس خاتون کیلئے کیا حکم شرعی ہے؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس خاتون پر لازم ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے، کہ ہر وہ طریقہ جس سے معذورِ شرعی کا عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہو جائے، اسے اختیار کرنا معذور پر واجب ہے اور ایسا کرنے سے معذورِ شرعی کا حکم بھی ختم ہو جائے گا جبکہ عذر ختم ہونے کی دیگر شرائط بھی پائی جائیں۔

مسئلے کی توجیہ یہ ہے کہ بلا رخصتِ شرعی نماز میں قیام اور رکوع و سجود بھی ضروری ہیں، البتہ بے وضو نماز پڑھنے کی بنسبت قیام اور رکوع و سجود کا ترک کرنا کچھ خفیف حکم رکھتا ہے، کہ شریعت مطہرہ نے بحالتِ اختیار بعض صورتوں میں قیام اور سجدہ ترک کرنے کی رخصت دی ہے، جیسا کہ نفل نماز پڑھنے والے کو بیٹھ کر یا بیرونِ شہر سواری پر اشارے سے نفل نماز پڑھنے کی اجازت ہے، جبکہ بحالتِ اختیار بے وضو نماز پڑھنے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں، اور شرعی اصول ہے کہ جب کوئی شخص دو آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے، تو اسے حکم ہے کہ ان میں سے کمتر کو اختیار کرے۔ لہٰذا مذکورہ خاتون بھی طہارت و وضو قائم رکھنے کیلئے بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز پڑھے گی۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

رات کو جلدی سونے کے فوائد

محترمہ ام انس عطاریہ
ذمہ دار شعبہ ماہنامہ خواتین (کراچی سطح) رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

نیند اللہ پاک کی عظیم نعمت ہے، کیونکہ انسان کی تمام راحتیں اسی پر منحصر ہیں۔ کسی کے پاس دنیا کا مال و دولت کثیر بھی ہو، لیکن اگر آنکھوں میں بے خوابی ہو اور راتوں کو سکون کی نیند نہ آئے، تو وہ مال اس سکون کا نعم البدل نہیں بن سکتا جو نیند سے حاصل ہوتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ﴿۹﴾ (پ30، النبا:9) ترجمہ: اور تمہاری نیند کو آرام کا ذریعہ بنایا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس نعمت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اپنا سکون ضائع نہ کریں۔ نیند کو اپنے مقررہ وقت یعنی رات میں پوری کریں، کیونکہ ربِّ کریم نے رات کو آرام کے لئے بنایا ہے۔ سورج کے چھپنے اور اندھیرے کے ساتھ آنکھوں کو نیند میں جانے کے لئے مناسب ماحول فراہم کیا اور دن بھر کی تھکان کو دور کرنے کے لئے سکون عطا فرمایا۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ (پ11، یونس:67) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو۔

ان آیات میں اللہ پاک نے نیند کو بڑی نعمت قرار دیا اور اس کا اصل سکون رات میں رکھا۔

رات جلدی سونے کے فائدے

ایک زمانہ تھا جب لوگ رات کو جلد سو جاتے اور صبح سویرے بیدار ہو کر ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ وہ آج کے لوگوں کی نسبت زیادہ طاقتور اور محنتی ہوتے تھے۔ خواتین نمازِ فجر کے بعد اپنے دن کا آغاز کرتی اور دوپہر سے پہلے کپڑے دھونا، مصالحے پیسنا، چکی چلانا، آٹا گوندھنا، روٹیاں پکانا، گھر کی صفائی اور بچوں کی دیکھ بھال جیسے تمام کام نمٹا لیتی تھیں۔ اس کے باوجود ان کے پاس دوپہر کے اوقات میں دیگر گھریلو کام یا ہنر سیکھنے اور محارم کی مدد کے لئے وقت ہوتا۔ رشتہ داروں سے ملاقات، بیماروں کی جسمانی و روحانی دلجوئی اور باہمی تعلقات بھی مضبوط رہتے۔ مغرب کے بعد کھانا کھایا جاتا، عشا کی نماز ادا کر کے جلد آرام کیا جاتا اور صبح جلد بیداری معمول تھی۔ مائیں بچوں سے پہلے اٹھ کر رب کے حضور سجدہ ریز ہوتیں اور دن کی ذمہ داریوں کے لئے خود کو تیار کرتیں۔ سردیوں میں گھر کے سب افراد اکٹھے بیٹھ کر بات چیت اور خشک میوہ جات سے لطف اندوز ہوتے۔ پھر وقت بدلا، پہلے ٹی وی آیا، رات دیر تک جاگنے کا رجحان بڑھا، اور اب موبائل نے نیند کو مزید متاثر کر دیا۔ رات دن اور دن رات بن گیا، فطرت کے خلاف طرزِ زندگی نے ذہنی دباؤ، ڈپریشن اور مختلف بیماریوں کو جنم دیا، یہاں تک کہ خطرناک امراض میں بھی اضافہ ہونے لگا۔

دن کی نیند رات کی نیند کا نعم البدل نہیں بن سکتی، کیونکہ جو ذہنی سکون اور جسمانی آرام رات کی نیند سے حاصل ہوتا ہے وہ دن میں ممکن نہیں۔ ماہرینِ طب کے مطابق انسانی جسم کی حیاتیاتی گھڑی دن اور رات کے مطابق کام کرتی ہے۔ اس فطری نظام کے خلاف چلنے سے ذہنی و جسمانی توانائی متاثر ہوتی ہے اور بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

رات دیر سے سونے کے نقصانات

دینی نقصانات: رات دیر تک جاگنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اکثر فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ بڑی تعداد میں مسلمان رات دیر تک جاگنے کی وجہ سے فجر کے وقت آنکھ نہیں کھول

Go To Index

پاتے اور بعض تو فجر کے وقت سونے ہی جا رہے ہوتے ہیں۔ یاد رہے! نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد سونے سے وقت نکل جاتا ہے اور نماز قضا ہو جاتی ہے، جو گناہ ہے۔ فجر میں دخولِ وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی، جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا ہو اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔[1] امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جب ڈر ہو کہ صبح کی نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو رات دیر تک جاگنا مکروہ ہے۔[2]

مروی ہے کہ اللہ پاک ہر رات کے آخری تہائی حصے میں آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے اور پکارتا ہے: ہے کوئی جو مجھ سے دعا کرے اور میں قبول کروں! ہے کوئی جو مجھ سے مانگے اور میں عطا کروں! ہے کوئی جو مجھ سے مغفرت چاہے اور میں اس کی مغفرت کروں![3]

اب ظاہر ہے جو رات دیر سے بستر پر جائے وہ اس صدا پر لَبَّیْك کیسے کہہ سکتی ہے، حالانکہ یہ وقت تو مسلمان کے بستر چھوڑنے کا وقت ہونا چاہیے۔ چنانچہ دیر سے سونے کے نقصانات میں ایک بڑا نقصان ان صداؤں پر لَبَّیْك کہنے سے محرومی بھی ہے۔ لہٰذا رات عشا کے بعد جلد سونے کی عادت بنائیے تاکہ صبح فجر ادا ہو اور اللہ پاک توفیق دے تو تہجد کی سعادت بھی نصیب ہو۔ شاید اسی وجہ سے حضور عشا سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔[4]

دنیوی نقصانات: رات دیر تک جاگنے کا دنیاوی نقصان یہ بھی ہے کہ وقت میں برکت کم ہو جاتی ہے۔ اگر دن کے ایک بجے سو کر اٹھیں تو دن بجلی کی طرح گزر جاتا ہے، ظہر، عصر، مغرب اور عشا کا وقت آجاتا ہے اور خاص طور پر سردیوں میں دن کا پتا ہی نہیں چلتا، کام ادھورے رہ جاتے ہیں اور دن ختم ہو جاتا ہے۔ صبح کے اوقات میں بڑی برکت ہوتی ہے، اور کیوں نہ ہو کہ حضور نے اپنی امت کے لئے صبح کے وقت میں برکت کی دعا فرمائی، نیز حضور کا اپنا مبارک عمل بھی یہی تھا کہ سریہ یا لشکر روانہ کرنا ہوتا تو دن کے ابتدائی حصے میں روانہ فرماتے۔ حضور کے ایک تاجر صحابی اپنا مالِ تجارت صبح سویرے بھیجتے، بالآخر مالدار ہو گئے اور ان کی دولت بڑھ گئی۔[5] لہٰذا صبح جلدی اُٹھ کر کام کاج کر کے دیکھیے، دن لمبا محسوس ہو گا اور طبیعت چاک و چوبند رہے گی۔ صبح کی فضا، چاہے سردیوں کی ہو یا گرمیوں کی، نہایت تازہ اور صحت بخش ہوتی ہے، اس میں گہری سانس لینا دماغ کو تازگی دیتا اور صلاحیتوں کو اُجاگر کرتا ہے۔ اس کے برعکس بے وقت سونے کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ انسان اپنے گھر والوں کو وقت نہیں دے پاتا۔ رات دیر تک جاگنے کے باعث نیند پوری نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے اکثر مائیں بچوں کو اسکول بھیج کر خود سو جاتی ہیں اور ان کے واپس آنے تک بیدار ہوتی ہیں، یوں بچوں کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ضائع ہو جاتا ہے۔ پھر جو تھوڑا وقت ملتا ہے وہ سوشل میڈیا کی نذر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رشتہ داروں سے میل جول، عیادت اور مزاج پرسی میں کمی آتی ہے، یہاں تک کہ والدین کے حقوق بھی متاثر ہونے لگتے ہیں۔ یوں وقت کی برکت ہم خود ضائع کرتی اور پھر شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے پاس وقت نہیں۔

جلدی سونے کے لئے کیا کریں؟ جلدی سونے کے لئے سنجیدہ کوشش کیجیے۔ اگر نیند نہ آئے تو مایوس نہ ہوں، کیونکہ جلدی سونے کی بنیاد جلدی اُٹھنا ہے۔ ابتدا میں زبردستی جلدی بیدار ہوں اور جلدی اُٹھنے کے فوائد کو سامنے رکھیے۔ ضرورت ہو تو دو تین الارم لگائیے۔ ایک دن نیند پوری نہ بھی ہو تو اگلے دن نیند خود آجائے گی۔ سونے کے لئے بیڈ روم کا ماحول پُرسکون بنائیے، ڈھیلے کپڑے پہنیے اور موبائل خود سے دور رکھیے۔ ایسا الارم لگائیے جسے بند کرنے کے لئے بستر چھوڑنا پڑے۔ ان شاء اللہ چند دن میں عادت بننا شروع ہو جائے گی۔ ابتدا میں سستی محسوس ہو گی، مگر جلد ہی سب معمول پر آجائے گا۔ مضبوط نیت کے ساتھ عمل شروع کیجیے، ان شاء اللہ فرائض میں آسانی، صحت اور وقت کی برکت محسوس کریں گی۔

---

(1) بہار شریعت، 1/701، حصہ:4 (2) رد المحتار، 2/33 (3) بخاری، 1/388، حدیث: 1145 (4) بخاری، 1/208، حدیث: 568 (5) ابن ماجہ، 3/54، حدیث: 2236

رات دیر تک جاگنے کے نقصانات

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 45 ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیے جا رہے ہیں۔)

محترمہ بنتِ محمد اختر انصاری (فرسٹ پوزیشن)
(طالبہ جامعۃ المدینہ عبد الغفار منزل آفندی ٹاؤن حیدر آباد)

اللہ پاک نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ (پ19، الفرقان: 47) ترجمہ: اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ اور نیند کو آرام بنایا اور دن کو اٹھنے کے لئے بنایا۔ یعنی رات بنانے کی ایک اہم وجہ نیند ہے جس سے جسم چین پاتا ہے۔

تفسیر صراط الجنان جلد 7 صفحہ 36 میں ہے: نیند کو تمہارے بدنوں کے لئے راحت اور کام کاج چھوڑ دینے کا وقت بنایا دن کو نیند سے اٹھنے کے لئے بنایا تاکہ تم دن میں روزی تلاش کرو اور کام کاج میں مشغول ہو۔[1]

معلوم ہوا! انسانی جسم کے لئے پر سکون نیند بہت اہم ہے جس کے حصول کے لئے اللہ پاک نے ایک مکمل وقت پیدا فرمایا اور کلام اللہ میں اس کا ذکر فرمایا تاکہ انسان دن بھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر کچھ گھڑی جسم کو آرام دے کر پھر سے اگلے دن کے لئے تیاری کرے۔ تجربہ بھی ہے کہ رات کو جلد سونے کی روٹین رکھنے والے بہترین جسمانی صحت کے حامل ہوتے ہیں جبکہ رات جاگ کر گزارنے والے کا اگلا سارا دن تھکا تھکا اور بے ربط گزرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کی 70 فیصد آبادی ڈپریشن و جسمانی تھکاوٹ جیسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہے، کیونکہ تحقیق کے مطابق دماغ کے خلئے Cells اگر مسلسل حرکت میں رہیں اور انہیں آرام کا وقت نہ ملے تو ان سے Free Radicals خارج ہوتے ہیں جو جسم کے تندرست خلیوں پر حملہ آور ہو کر انہیں کمزور کر دیتے ہیں اور انسان مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جن میں انزائٹی و ڈپریشن نمایاں بیماریاں ہیں۔

مزید چند نقصانات درج ذیل ہیں:

- رات دیر تک جاگنے سے چونکہ نیند میں کمی آتی ہے اور نیند کی کمی سے قوتِ مدافعت میں واضح کمی ہوتی ہے، لہٰذا جب طرح طرح کے امراض حملہ آور ہوتے ہیں تو جسم اس کے خلاف بچاؤ کی کوئی طاقت نہیں رکھ پاتا، یہ رات جاگنے کا سب سے بڑا نقصان ہے۔
- دیر تک جاگنے سے انسان کو بھوک بھی ستاتی ہے اور تحقیق کے مطابق انسان کو رات کے وقت کیلوریز کھانے کا دل کرتا ہے جس سے وزن میں تیزی سے اضافہ ہوتا ہے اور انسان موٹاپے کا شکار ہو کر مزید بیماریوں کو دعوتِ عام دے رہا ہوتا ہے۔
- نیند کی مسلسل کمی ہارٹ اٹیک اور فالج کے خطرے کو بھی جنم دیتی ہے۔
- نیند کی کمی یادداشت میں بھی کمی لاتی ہے اور انسان کو دیگر ذہنی مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔
- آج کل لڑکیوں سے ہارمونز ڈسٹربنس کی شکایت بھی بہت سننے کو ملتی ہے جس کی ایک اہم وجہ رات دیر تک جاگنا ہے۔

Go To Index

ہمارے یہاں طلبہ و طالبات میں رات جاگ کر پڑھنے کا رجحان ہو گیا ہے حالانکہ طالبِ علم کے لئے رات دیر تک جاگنا زہرِ قاتل ہے۔ درست طریقہ یہ ہے کہ نمازِ عشا سے پہلے اپنے تمام معاملات نمٹا کر بعد نمازِ عشا ایک لمبی نیند لی جائے اور بجائے رات جاگ کر پڑھنے کے عشا کے بعد کی ایک نیند لے کر نمازِ تہجد کا اہتمام کر کے اسباق کا مطالعہ کیا جائے ان شاء اللہ الکریم دین و دنیا کی راحتیں نصیب ہوں گی۔ اللہ پاک ہمیں صحت جیسی عظیم نعمت کی قدر کی توفیق نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

محترمہ بنتِ ارشد عطاریہ
(طالبہ: درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

رات دیر تک جاگتے رہنا صحت کے لئے بہت نقصان ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا دینِ اسلام بھی ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ رات کو جلدی سویا جائے اور صبح سویرے اٹھا جائے، چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًاؕ (پ 11، یونس: 67) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو آنکھیں کھولنے والا بنایا۔

تفسیر صراط الجنان جلد 4 صفحہ 353 پر ہے: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں راحت و سکون حاصل کرو اور آرام کر کے دن بھر کی تھکان دور کرو اور دن کو آنکھیں کھولنے والا بنایا تاکہ تم اس کی روشنی میں اپنی ضروریاتِ زندگی اور اسبابِ معاش فراہم کر سکو۔ (2)

رات دیر تک جاگنے کے نقصانات

روحانی نقصان:

رات دیر تک جاگنے کا ایک سب سے بڑا روحانی نقصان یہ ہے کہ فجر کی نماز قضا ہونے کا بہت خطرہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عشا سے پہلے سونے کو اور عشا کے بعد گفتگو کو مکروہ جانتے تھے۔ (3)

اس حدیثِ پاک کے تحت شارحِ بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے بعد گفتگو کرنا مکروہ اس لئے ہے کہ یہ ساری رات کی بیداری کی طرف لے جاتا ہے اور اس سے قیام اللیل اور رات میں ذکر یا فجر کی نماز کے وقت نیند کے غلبے کا خوف ہے۔ (4) بہارِ شریعت میں ہے: جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورتِ شرعیہ رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔ (5)

معاشی نقصان:

رات دیر تک جاگنا اور صبح دیر سے اٹھنا رزق میں تنگی کا باعث ہے خاص طور پر چھٹی کے دن بہت دیر تک سونا قابلِ توجہ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: صبح کے وقت سونا رزق کو روک دیتا ہے۔ (6)

خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صبح کے وقت میرے پاس سے گزرے، میں اس وقت لیٹی ہوئی تھی تو آپ نے اپنے پاؤں مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: اے میری بیٹی! کھڑی ہو جاؤ! اپنے رب کے رزق کے لئے حاضر ہو جاؤ اور غفلت والوں میں سے نہ ہو، بے شک اللہ پاک طلوعِ فجر سے طلوعِ شمس کے درمیان لوگوں میں رزق تقسیم فرماتا ہے۔ (7)

طبی نقصانات:

جدید سائنسی تحقیق کے مطابق رات دیر تک جاگنے والوں کو یہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں: ☆ اچانک موت کا خطرہ ☆ دل کے امراض اور فالج ☆ ذیابیطس ☆ نفسیاتی مسائل ☆ حیاتیاتی گھڑی Circadian Rhythm میں خلل وغیرہ۔

اللہ پاک ہمیں رات کو وقت پر سونے اور صبح تہجد کے وقت اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 تفسیر خازن، 3/ 374 2 تفسیر خازن، 2/ 324 3 بخاری، 1/ 208، حدیث: 568 4 عمدۃ القاری، 4/ 93، تحت الحدیث: 568 5 بہار شریعت، 1/ 701، حصہ: 4 6 شعب الایمان، 4/ 180، حدیث: 4731 7 شعب الایمان، 4/ 181، حدیث: 4735

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 45ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 376 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی فرشتوں سے محبت	115	رات دیر تک جاگنے کے نقصانات	196	مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے نتائج	65

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور کی فرشتوں سے محبت: بہاولپور: یزمان: بنت یونس۔ چوبارہ: فیضان ام عطار: بنت غلام حسین، بنت راشد محمود۔ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور۔ راولپنڈی: فیضان غوث و رضا: بنت محمد اشفاق۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت مدثر، بنت محمد وسیم، بنت محمد نواز، بنت نوید حسین، بنت ارشد، بنت محمد شمس الدین، بنت جاوید، بنت منیر، بنت شاہد، بنت رفیق، بنت امجد، بنت محمد وارث، بنت احمد رضا، بنت محمد بوٹا۔ تلواڑہ مغلاں: بنت عارف حسین، بنت منیر احمد، بنت احمد رضا، بنت سائیں ملنگا، بنت فیصل مجید، بنت عاصم شہزاد، بنت محمد یسین، بنت شمس الزماں، بنت غلام مصطفی، بنت اظہر بخاری، بنت وسیم علی، بنت طارق، بنت شبیر، بنت محمد اسلام، بنت رضا مصطفی، بنت مدثر اقبال، بنت عدنان، بنت عبد الستار، بنت محمد خلیل تبسم، بنت جاوید آصف، بنت خالد حسین، بنت ندیم احمد، بنت محمد اکرم، بنت محمد عدنان، بنت محمد افضل، بنت محی الدین، بنت طارق، بنت اظہر، بنت عبد الوحید خان۔ شفیع کا بھٹہ: بنت راشد، بنت عرفان، بنت محمد اشرف، بنت محمد ابرار حسین، بنت غلام مصطفی، ہمشیرہ علی حسن، بنت سعید، بنت ندیم جاوید، بنت عابد حسین، بنت سید حسنین آصف، بنت ذوالفقار انور، بنت محمد گلزار، بنت محمد اصغر مغل، بنت عبد القادر، بنت محمد شفیق، بنت انتظار، ہمشیرہ حضر علی، بنت آصف اقبال، بنت محمد اشفاق، بنت محمد اکرام، بنت شریف، بنت عبد الرزاق، بنت محمد یوسف، بنت محمد بوٹا، بنت اصغر، بنت خلیل احمد، بنت دلاور حسین، بنت محمد احسن، بنت سجاد احمد، بنت محمد شاہد، بنت محمد اشفاق، بنت امین۔ گلبہار: بنت اطہر، بنت رمضان، بنت بلال، بنت محمد شہباز، بنت رفیق۔ مظفر پورہ: بنت محمد طارق، بنت نعمان شہزاد، بنت اعظم، بنت محمد نواز۔ میانہ پورہ: بنت شیر زادہ، بنت اعظم مبین، بنت محمد عمران، بنت محمد جمیل، اخت حمزہ عمران، بنت قمر شہزاد، بنت سہیل، بنت عتیق، ہمشیرہ یوسف، ہمشیرہ متین، بنت مخدوم حسین۔ نندپور: بنت محمد سلیم، بنت محمد الیاس، بنت ہدایت اللہ، بنت محمد رمضان احمد، بنت افتخار احمد، بنت محمد سرفراز، بنت محمد عارف، بنت عبد الستار مدنیہ۔ نواں پنڈ: آرائیاں: بنت اختر، بنت ذوالفقار علی، بنت محمد اسلام، بنت محمد زماں۔ لاہور: جوبلی ٹاؤن: زوجہ ندیم۔ نارووال: بنت ارشد، بنت محمد امین۔

رات دیر تک جاگنے کے نقصانات: بہاولپور: یزمان: بنت محمد یونس۔ چوبارہ: فیضان ام عطار: بنت نظام الدین، بنت محمد آصف۔ حیدر آباد: عبد الغفار منزل: بنت اختر انصاری۔ لطیف آباد نمبر 8: بنت محمد جاوید، بنت سکندر خاور۔ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور، بنت لقمان۔ خوشاب: جوہر آباد: ہمشیرہ عتیق۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت طاہر مقصود، بنت ندیم، بنت محمد نواز، بنت محمد شمس الدین، بنت ارشد، بنت غلام یاسین، ہمشیرہ احمد وسیم، بنت سہیل احمد، بنت عبد القیوم، بنت جاوید اختر، ہمشیرہ عبد الرحمن، بنت نثار، ہمشیرہ رمضان علی، بنت ناصر، بنت مظہر، بنت کاشف منیر، بنت حافظ اللہ دتہ، ہمشیرہ دانیال، بنت عمران، بنت نواز، بنت اصغر، بنت محمد حنیف، بنت محمد قیصر، بنت مرتضیٰ، بنت لیاقت علی، بنت محمد منیر، بنت محمد عامر شفیق، بنت غلام رسول، بنت اظہر محمود، بنت پرویز، بنت عارف، بنت مقصود گجر، بنت محمد یونس، بنت محمد نعیم، بنت سید رضوان علی، بنت وسیم حسین، بنت محمد مشتاق، بنت محمد بوٹا، بنت شاہد، بنت منظور حسین، بنت فضل الحق۔ تلواڑہ مغلاں: بنت محمد نعیم، بنت جاوید سرور، بنت رزاق احمد، بنت بشارت علی، بنت جنید رضا، بنت ناصر محمود، بنت محمد ارشد، بنت اسلم، بنت لطیف، اخت عبد الاحد، بنت اعجاز، بنت شفیق، بنت مطہر، ہمشیرہ عبد اللہ، بنت جواد اقبال، ہمشیرہ حضر علی، بنت شمس دین، بنت محمد ناصر، بنت محمد شکور، بنت رافع بیگ، بنت جاوید آصف، بنت محمد عمر، بنت توصیف انجم، بنت محمد طارق، بنت ندیم، بنت رفیق، بنت نذیر، بنت مطیع الرحمن، بنت محمد انور، بنت محمد آصف، ہمشیرہ روحان اسلم، بنت ایوب، بنت محمد مختار، بنت یاسین، بنت محمد صبور، بنت محمد محمود، بنت جاوید اقبال، بنت محمد آصف، بنت شہباز۔ شفیع کا بھٹہ: بنت افتخار احمد، ہمشیرہ بلال حبیب، ہمشیرہ محمد منیب، بنت عرفان، بنت ندیم میاں،

Go To Index

ہمشیرہ حامد، بنت محمد حبیب، ہمشیرہ میر حمزہ، بنت فضل الٰہی، بنت محمد یوسف، بنت ذوالفقار علی، بنت خوشی محمد، بنت محمد نواز، بنت محمد جمیل، بنت الطاف حسین، بنت مقبول احمد، بنت ہمایوں، بنت آصف، ہمشیرہ حافظ اسامہ بن امین، بنت خرم شہزاد، بنت شوکت علی، بنت امجد، بنت کاشف شیراز، ہمشیرہ اسماعیل، بنت شمس، بنت جہانگیر، بنت محمد جان، بنت محمد سلیم، بنت اعجاز احمد، بنت رزاق بٹ، بنت عثمان علی، ہمشیرہ محمد حسین، بنت اشفاق احمد، بنت ناصر، بنت عبد الحمید، بنت جعفر، بنت رحمت علی، ہمشیرہ عمر جٹ، بنت سرور، بنت اشفاق، بنت تنویر، بنت سلیم، بنت سید عاشق حسین شاہ، بنت خالد حسین، بنت محمد اشرف، بنت محمد شاہد، ہمشیرہ حنظلہ صابر، بنت محمد رمضان۔ گلبہار: بنت محمد شہباز، کنیز عطار، بنت عرفان، بنت ارشد، بنت محمد ایاز۔ مظفر پورہ: بنت محمد طارق، بنت محمد شبیر، ہمشیرہ ابو بکر، بنت امجد، بنت عاشق، بنت اجمل، بنت محمد شہباز، ہمشیرہ محمد قاسم علی، بنت نعیم طارق، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت محمد جاوید۔ میانہ پورہ: بنت منور، بنت محمد الیاس، بنت سہیل احمد، بنت محمد عمران، بنت محمد جمیل، ہمشیرہ یوسف، اخت حمزہ عمران، بنت شیر زادہ، بنت قمر شہزاد، بنت عتیق، بنت شیراز، ہمشیرہ متین، بنت مخدوم حسین۔ نند پور: بنت محمد سلیم، بنت افتخار احمد، بنت محمد الیاس، بنت ہدایت اللہ، بنت محمد رمضان احمد، ہمشیرہ امیر حمزہ، بنت سرفراز، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد عارف، بنت محمد صدیق۔ نواں پنڈ: آرائیاں: بنت عبد الرؤف، بنت محمد اقبال، بنت اختر، بنت اسد محمود، بنت اکبر، بنت بابر، بنت سلامت علی، بنت شاہد، بنت ظفر اسلام، بنت محمد منیر۔ شیخوپورہ: مانانوالہ: بنت گوہر علی۔ فیصل آباد: 137 روڈ: بنت محمد اشرف۔ فیصل آباد: چیاں: بنت ارشد محمود۔ کراچی: شاہ لطیف ٹاؤن: بنت اسماعیل۔ فیضان آمنہ: بنت رحمت علی۔ گلشن معمار: بنت اکرم۔ ناظم آباد نمبر 1: بنت منور خان۔ لاہور: جوبلی: زوجہ ندیم۔ نارووال: بنت جاوید۔ نواب شاہ: بہار شریعت: بنت آصف اقبال۔

مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے نتائج: بورے والا: بنت رمضان۔ چوبارہ: فیضان ام عطار: بنت بشیر احمد۔ حیدر آباد: عبد الغفار منزل: بنت عمران۔ لطیف آباد نمبر 8: بنت سید جاوید اقبال، ہمشیرہ سید قوسین حیدر۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت اظہر، بنت لیاقت علی، بنت محمد ناظم، بنت محمد طفیل، بنت شفاقت علی، بنت رفیق احمد، بنت حافظ اللہ دتہ، بنت جمشید، بنت عبد المنان، بنت محمد نواز، ام مکرمہ، بنت اصغر علی، بنت محمد تحسین، بنت نور الٰہی، بنت محمد انور حسین۔ تلواڑہ مغلاں: بنت بشارت علی، بنت محمد جمیل، بنت شاہد محمود، خوشبوئے مدینہ، بنت نصیر احمد، بنت محمد انور، بنت سخاوت۔ شفیع کا بھٹہ: بنت کرامت علی، بنت عرفان، بنت عارف محمود، بنت محمد امین شاہین، بنت عبد الرزاق، بنت طارق محمود، بنت راشد محمود، بنت صغیر احمد، ہمشیرہ نوید علی، بنت امین۔ گلبہار: بنت محمد پرویز اقبال۔ مظفر پورہ: بنت اعجاز احمد، بنت محمد طارق۔ میانہ پورہ: بنت محمد عمران، بنت اعظم مبین، بنت محمد جمیل، بنت منور، بنت سہیل، اخت حمزہ عمران، بنت قمر شہزاد، بنت عتیق، بنت مخدوم حسین، ہمشیرہ یوسف، بنت الیاس۔ نند پور: بنت محمد سلیم، بنت محمد الیاس، بنت ہدایت اللہ، بنت افتخار احمد، بنت رمضان احمد، بنت عبد الستار مدنیہ، بنت محمد صدیق۔ نواں پنڈ: آرائیاں: بنت اختر، بنت محمد عثمان۔ کنگ سہالی: فیضان خدیجۃ الکبری: بنت محمد اکمل شکیل۔ لاہور: جوبلی ٹاؤن: زوجہ ندیم۔ منڈی بہاء الدین: بنت محمد اسلم۔ نارووال: فیضان فاطمۃ الزہراء: بنت قیصر محمود۔ نارووال: بنت انور منظور۔

محترمہ بنتِ محمد اکمل شکیل (فرسٹ پوزیشن)
(طالبہ، فیضان خدیجۃ الکبریٰ کنگ سہالی گجرات)

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور معاشرتی زندگی میں راہ نمائی کرتا ہے، مگر موجودہ دور میں مسلمان خصوصاً نوجوان طبقہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو کر اس کی اندھی تقلید میں مبتلا ہوتا جا رہا ہے، جو دینی و اخلاقی زوال کا سبب بن رہی ہے۔

اندھی تقلید سے مراد کسی قوم یا تہذیب کے رسم و رواج، طرزِ زندگی اور نظریات کو بغیر تحقیق اور دینی معیار کے اپنانا ہے۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید کے منفی نتائج حاصل ہو رہے ہیں جنہیں ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

فکری غلامی:

مغربی تہذیب کی بنیاد مادہ پرستی، خواہش پرستی اور آزادیِ مطلق پر ہے، جہاں حلال و حرام کی تمیز باقی نہیں رہتی، جبکہ اسلامی تہذیب حیا، تقویٰ اور اطاعتِ الٰہی پر قائم ہے، اس بنیادی فرق کو نظر انداز کر کے مغرب کی نقالی کرنا فکری غلامی کے مترادف ہے۔

اخلاقی زوال اور بے حیائی:

اندھی تقلید کا سب سے خطرناک نتیجہ اخلاقی بگاڑ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جہاں بے پردگی مخلوط نظام، فحاشی اور بے حیائی کو ترقی کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ یہ تمام امور اسلامی معاشرے کی بنیادوں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ قرآنِ کریم اس بارے میں سخت

تنبیہ فرماتا ہے: وَلَا تَقۡرَبُوا الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ ۚ (پ8، الانعام:151) ترجمہ: اور ظاہری و باطنی بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ۔

مغربی میڈیا اور نوجوان نسل:

فی زمانہ مغربی میڈیا نوجوان مسلمان نسل کی ذہنی و اخلاقی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ فقط تفریح نہیں بلکہ ایک مکمل تہذیبی ایجنڈا ہے جو آزادی، جدیدیت اور ترقی کے نعروں کی آڑ میں بے حیائی، فحاشی اور دینی زوال کو تقویت دے رہا ہے۔

اہلِ مغرب آزادی اور فیشن کے نام پر بے حیائی اور فحاشی کو عام کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ قرآن و احادیث عفت و عصمت اور شرم و حیا کا درس دیتے ہیں، جیسا کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا ایمان کا حصہ ہے۔[1]

دینی شناخت کا زوال:

مغربی تہذیب کی اندھی تقلید نے مسلمانوں کی دینی شناخت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ چنانچہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آج ہمارا حال یہ ہے کہ مسلمانوں کی بادشاہت گئی، عزت گئی، دولت گئی، وقار گیا، صرف ایک وجہ سے وہ یہ کہ ہم نے شریعتِ مطہرہ کی پیروی چھوڑ دی، ہماری زندگی اسلامی نہ رہی، ہمیں خدا کا خوف، نبی کی شرم، آخرت کا ڈر نہ رہا، یہ تمام نحوستیں صرف اسی لئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرمِ نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

خاندانی نظام پر منفی اثرات:

اسلامی معاشرے کی بنیاد مضبوط خاندانی نظام پر قائم ہے۔ والدین کا احترام، نکاح کی اہمیت اور خاندانی ذمہ داریاں اسلام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

واضح ہوا کہ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید میں والدین کے احترام اور دیگر خاندانی ذمہ داریاں بری طرح نظر انداز ہوتی ہیں نیز خاندانی نظام میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔

روحانی خلا:

مغربی تہذیب کی اندھی تقلید انسان کو مادّی آسائش تو دیتی ہے مگر اس کے باطن میں گہری روحانی خلا پیدا کر دیتی ہے اور وہ تہذیب جو روحانیت سے خالی ہو، انسان کو اپنی پہچان سے محروم کر دیتی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم و ترقی کو اپنائیں مگر اپنی تہذیبی و روحانی بنیاد قرآن و سنت کو ہرگز نہ چھوڑیں، کیونکہ حقیقی سکون اسی میں پوشیدہ ہے۔

بعض دانشوروں کے نزدیک مغربی پالیسی یہ ہے کہ مسلمانوں کو براہِ راست مذہب چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے بلکہ آہستہ آہستہ ان کی دینی اقدار کو کھوکھلا کر دیا جائے تاکہ وہ اپنی ہی شناخت سے دور ہو جائیں۔

تاہم یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اہلِ مغرب، انفرادی یا اجتماعی طور پر اسلام کے خلاف سازش میں ملوث نہیں، بلکہ اصل مسئلہ مسلمانوں کی اپنی غفلت، دینی اعتبار سے کمزوری اور اندھی تقلید ہے۔

اگر مسلمان خود اپنے دین، تہذیب اور اقدار پر مضبوطی سے قائم رہیں تو کوئی طاقت انہیں ان کی روش سے ہٹا نہیں سکتی۔ اگرچہ مغرب کی تہذیبی یلغار ایک حقیقت ہے، مگر مسلمانوں کے زوال کی اصل وجہ اندرونی کمزوری، دینی غفلت اور مغربی تہذیب کی اندھی تقلید ہی ہے۔

حقیقی ترقی مغربی تہذیب کی نقالی میں نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے کاربند رہنے میں ہے، لہٰذا مسلمانوں خصوصاً نوجوان نسل کو مغربی تہذیب کی اندھی تقلید سے بچانا اور انہیں اسلامی تہذیب کی عظمت سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں بالخصوص نوجوان نسل کو مغربی تہذیب کی نقالی سے محفوظ فرمائے۔ اٰمین

---

1 بخاری، 1/15، حدیث:9

کفن دفن کورس

(اس سلسلے میں ہر ماہ اس شعبے سے متعلق مفید معلومات بیان کی جاتی ہیں۔)

موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ انسان خواہ کتنی ہی لمبی زندگی کیوں نہ گزار لے، بالآخر اسے موت کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ جب کوئی انسان اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے لواحقین اور عزیز و اقارب پر اس کے غسل، کفن اور دفن کی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے۔ لیکن دیکھا یہی گیا ہے کہ ان معاملات میں شرعی احکام اور درست طریقۂ کار معلوم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ پریشانی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ،

بعض لوگ برادری یا خاندانی رسم و رواج کے مطابق عمل کرتے ہیں، جبکہ بعض اجرت پر پیشہ ور غسل دینے والیوں سے غسل دلواتے ہیں۔ ایسی صورتِ حال میں اکثر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میت کو بے توجہی کے ساتھ جیسے تیسے غسل دے کر ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یاد رکھئے! ایسا طرزِ عمل میت کے حق میں شدید کوتاہی اور تکلیف پہنچانے کا باعث بنتا ہے، کیونکہ جن چیزوں سے زندہ انسان کو تکلیف ہوتی ہے انہی سے مردے کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔

لہٰذا اپنی عزیزوں اور دیگر مسلمانوں کی خیر خواہی اور سنت کے مطابق میت کے غسل و کفن کا حق ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کے احکام اور مسائل سیکھے جائیں، تاکہ کسی اسلامی بہن کے انتقال کے وقت اہلِ خانہ خود آگے بڑھ کر سنت کے مطابق یہ فرائض انجام دے سکیں۔

کورس کی تفصیل مع مشمولات

اسی دینی ضرورت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کفن دفن کورس کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ خواتین کو میت کے غسل و کفن کے شرعی احکام اور مسنون طریقے سکھائے جا سکیں۔ یہ کورس نہ صرف میت کے حقوق درست انداز میں ادا کرنے میں مدد دے گا بلکہ لواحقین کی پریشانی بھی کم کرے گا۔

اس کورس میں سکھایا جائے گا:

☆نزع کے وقت کرنے کے اعمال ☆روح نکلنے کے بعد کے ضروری امور ☆غسلِ میت کا طریقہ، فضائل اور مسائل ☆کفن کی اقسام، عورت اور بچے کے کفن کی تفصیل ☆نوحہ کے احکام ☆عیادت اور تعزیت کے آداب ☆ایصالِ ثواب اور فاتحہ کا طریقہ وغیرہ۔ ان شاءاللہ یہ کورس تمام اسلامی بہنوں کے لئے نہایت مفید ثابت ہو گا۔

کورس کرنے کے بعد آپ کس قابل ہو جائیں گی؟

اس کورس کو مکمل کرنے کے بعد آپ

☆شرعی طریقۂ کار کے مطابق ضرورت کے وقت اپنی عزیز و اقارب خواتین کے غسل و کفن کے معاملات انجام دینے کے قابل ہو جائیں گی۔ ☆دعوتِ اسلامی کے شعبہ کفن دفن کے ساتھ وابستہ ہو کر مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت اپنی خدمات بھی سر انجام دے سکیں گی، جو دنیا و آخرت میں بے شمار بھلائیوں کا ذریعہ ہے۔

کورس کی اہلیت

یہ کورس ہر وہ اسلامی بہن کر سکتی ہے جس کی عمر کم از کم 12 سال ہو اور وہ غسل و کفن کے شرعی احکام سیکھنے کا شوق اور جذبہ رکھتی ہو۔ اس کے علاوہ کسی خاص تعلیمی قابلیت کی شرط نہیں۔

ایڈمیشن کے لئے رابطہ نمبر: 03139292992

خواتین کے لئے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
(خصوصی ایڈیشن)

محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

ماہنامہ خواتین (ویب ایڈیشن) کے خاص شمارے کے متعلق موصول تاثرات وتجاویز میں سے چند تاثرات وتجاویز ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیشِ خدمت ہیں۔

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی

تعارف: یہ ماہنامہ خواتین کا ایک خاص ایڈیشن ہے۔ اس کو ضرور حاصل کرنا چاہیے، ان شاء اللہ الکریم پڑھنے کے فائدے ہی ہوں گے۔ اسلامی بھائی بھی پڑھیں، گھر میں سب کو پڑھائیں، پڑھ کر سنائیں۔

مضامین وصفحات کی تعداد: اس میں بہت سارے طرح طرح کے مضامین ہیں۔ اس کے 320 صفحات ہیں۔

اہمیت و افادیت: 320 صفحات کا رسالہ خواتین کے لئے اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) خریدیں، اس کو لیں، گھر میں بسائیں، پڑھیں، پڑھائیں، سنائیں، اللہ کرے گا تو بہت معلومات ہوں گی۔ اسلامی بھائیوں، اسلامی بہنوں، بچوں اور بوڑھوں کے لئے ان شاء اللہ الکریم سب کے لئے یہ مفید رہے گا۔ اس کو پڑھیں گے تو ان شاء اللہ الکریم آپ سمجھیں گے کہ ایک صفحہ بھی اس کا اگر 675 کا ہو تو بھی مہنگا نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انمول ہیرے ہیں۔ ان شاء اللہ الکریم آپ پڑھیں گے تو ایمان تازہ ہو جائے گا۔ بے شک یہ مفید ہے اور بہت ساری باتیں اس میں ملیں گی جو دونوں (اسلامی بھائیوں اور بہنوں) کے لئے کام کی ہیں۔

خصوصیت: پھر اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ تمام مضامین تقریباً اسلامی بہنوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 14 فروری 2026)

محترمہ اُمِّ وقاص عطاریہ
(رکن عالمی مجلس مشاورت ورکن انٹرنیشنل افیئرز دعوتِ اسلامی)

الحمدُ للہ! خواتین کے لئے اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کتاب حاصل کرنے کی سعادت ملی۔ ابھی اس کا سرسری مطالعہ کیا ہے، ان شاء اللہ الکریم جلد ہی مکمل مطالعہ کرنے کی نیت ہے۔ یہ کتاب ادارے کی ذمہ داران کی محنتوں اور کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اس کتاب میں صاحبزادیِ عطار، نگران عالمی مجلسِ مشاورت، نواسیِ عطار، مدنیہ معلمات، طالبات، عالمی مجلسِ مشاورت اور انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داران سے مضامین تحریر کروانا ماہنامہ کی ذمہ داران کے بار بار رابطے کا نتیجہ ہے۔

اس کتاب میں کئی خصوصیات موجود ہیں، مثلاً: بہترین موضوع کا انتخاب، ہر مضمون کے ساتھ تحریر کرنے والی کی کنیت اور دیگر معلومات نے اس کتاب کے حسن کو چار چاند لگا دیئے۔ ماشاء اللہ الکریم! مرحبا! سب کے ہی مضمون بہت مدینہ مدینہ ہیں۔

اللہ پاک ہمارے شعبہ ماہنامہ خواتین کی مجلس کو مزید برکتیں اور مزید فیضانِ مرشد عطا فرمائے اور ہم اسے ہر اسلامی بہن تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں۔ اٰمین

محترمہ بنتِ اکرم عطاریہ
(رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ دعوتِ اسلامی)

خواتین کے لئے اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) نہایت معلوماتی اور جامع کتاب ہے۔ اس میں سیرتِ رسول کے حوالے سے عورتوں کے کردار کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا

Go To Index

ہے۔ کتاب میں معلومات کی فراوانی ہے اور یہ راہ نمائی کرتی ہے کہ ایک عورت سیرتِ رسول کی پیروی کیسے کر سکتی ہے۔

یہ ایک عمدہ اور نادر کتاب ہے، جس میں معاشرتی برائیوں اور موجودہ افکار و سوچوں کے مطابق موضوعات کا بہترین انتخاب ہے۔ یہ کتاب ہر دور میں مرد اور عورت دونوں کے لئے ایک کامیاب مسلمان بننے کی راہ دکھاتی ہے۔

محترمہ اُمِّ عزیر عطاریہ
(پاکستان ذمہ دار شعبہ ڈونیشن بکس)

خواتین کے لئے اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) بہت بہترین کتاب ہے۔ اگر اس کو مکمل پڑھ کر عمل کرنے کی سعادت مل جائے تو نہ صرف آخرت بلکہ دنیا بھی سنور جائے گی۔ اس کو پڑھ کر دریا کو کوزے میں بند کر دینے کی مثال دی جا سکتی ہے۔

محترمہ اُمِّ اریجہ عطاریہ
(نگران بلوچستان مشاورت)

میں نے سیرت میگزین کو پڑھا تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس میں اسلامی بہنوں نے بہت اچھے مضامین لکھے ہیں۔

مشورہ: عرض یہ تھی کہ اس میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بارے میں کوئی ایسا مضمون ہونا چاہئے جس میں حضور کی اپنے گھر والوں اور صحابہ کرام کے ساتھ محبت کو بیان کیا جائے تاکہ اسے پڑھ کر ہماری محبت اور جاگے اور ہم حضور کی محبت میں بے چین ہو جائیں۔ آپ پر درود و سلام ہو۔

محترمہ بنتِ طلعت عطاریہ
(ایڈمن مرکزی فیضانِ صحابیات کراچی)

شعبہ ماہنامہ خواتین کی بہترین پیشکش خواتین کے لئے اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو مجموعی طور پر دیکھا اور مطالعہ کیا۔ الحمدُ للہ! یہ کتاب خواتین کے لئے نہایت مفید، تربیتی اور اصلاحی نوعیت کی ہے۔

اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک سیرت کے اُن پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے جو بالخصوص خواتین کی زندگی سے متعلق ہیں، جیسے گھریلو معاملات، تربیتِ اولاد، صبر و برداشت، حیا، عبادات اور معاشرتی کردار وغیرہ۔

کتاب میں صرف واقعات بیان نہیں کیے گئے بلکہ ان سے حاصل ہونے والے عملی نکات بھی واضح کیے گئے ہیں، جو روزمرہ زندگی میں آسانی سے اپنائے جا سکتے ہیں۔ زبان عام فہم ہے، جس کی وجہ سے مختلف تعلیمی پسِ منظر رکھنے والی خواتین بھی آسانی سے سمجھ سکتی ہیں۔

اس کتاب کا بہترین پہلو یہ ہے کہ موجودہ دور کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کیے گئے ہیں، جو خواتین کی دینی و اخلاقی تربیت میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اس کتاب کا سب سے بڑا اور مثبت پہلو یہ ہے کہ یہ کتاب پڑھنے والیوں کے دل میں عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) اور اتباعِ سنت (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔

یہ کتاب خواتین کی دینی، اخلاقی اور گھریلو زندگی کو سنوارنے کے لئے ایک بہترین راہ نما ہے۔ خصوصاً ایسی بہنوں کے لئے بہت مفید ہے جو اپنی زندگی کو سنتِ نبوی کے مطابق گزارنے کا جذبہ رکھتی ہیں۔

ماشاء اللہ الکریم! اس کتاب کی ڈیزائننگ اور گرافکس پر بھی خصوصیت کے ساتھ توجہ دی گئی ہے جو پڑھنے والیوں کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہے۔

اللہ پاک مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ اور شعبہ ماہنامہ خواتین کو مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ اٰمین

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتی ہیں! اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز اس ای میل ایڈریس

mahnamahkhawateen@dawateislami.net

پر یا اس وٹس ایپ نمبر 03486422931 پر تحریراً بھیج دیجئے۔

Go To Index

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

جنوری 2026 / رجب المرجب، شعبان المعظم 1447ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام		نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
منسلک اسلامی بہنیں		1115711	80459	1196170
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات	11623	1521	13144
	شرکائے اجتماعات	446842	30386	477228
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	14161	1624	15785
	پڑھنے والیاں	117314	10555	127869
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		880478	30488	910966
مدنی مذاکرہ سننے والیاں		161491	13513	175004
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		124235	7830	132065
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		123451	10712	134163
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		40317	2665	42982

جنوری 2026 میں اسلامی بہنوں کے 13 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز و سیشنز کی مجموعی کارکردگی

	مقامات	شُرَکا
مدنی کورسز / سیشنز	53204	320762

48واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے جون 2026

1. حضور کی اصحابِ اُحد سے محبت
2. نفاق کی مذمت
3. واقعۂ کربلا سے ہم نے کیا سیکھا؟

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20مارچ 2026

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

مرکزی فیضانِ صحابیات ملتان

الحمدُللہ پیارے پیارے مرشدِ کریم کے فیضانِ کرم سے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت اسلامی بہنوں کا عظیم الشان **مرکزی فیضانِ صحابیات ہاؤس نمبر 550، جی بلاک شاہ رُکنِ عالم کالونی ملتان نزد فیضانِ مدینہ ملتان** کا باقاعدہ افتتاح 29اپریل2025 کو پاکستان مشاورت نگران اسلامی بہن نے فرمایا۔

آفسز کی تعداد

فیضانِ صحابیات ملتان کی اس عمارت میں درج ذیل آفسز قائم ہیں: (1) فنانس (2) ڈونیشن بکس (3) شعبہ روحانی علاج (4) فیضان صحابیات ٹیسٹ مجلس (5) قرآن ٹیچر ٹریننگ کورس (6) گلی گلی مدرسۃ المدینہ (7) مدرسۃ المدینہ بالغات (8) ٹاؤن، سٹی، ڈویژن نگران آفس۔ (9) شعبہ کفن دفن (10) ایڈمن آفس۔ نیز یہاں المدینہ لائبریری اور مکتبۃ المدینہ بھی قائم ہے۔

فیضانِ صحابیات ملتان میں ہونے والے دینی کام

- الحمدُللہ فیضانِ صحابیات ملتان میں رہائشی کورسز اور مدنی مشوروں کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔
- چھوٹی بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے لئے دن 2 تا 4 بجے گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگتا ہے۔
- بروز پیر دن 2:30 سے 4 بجے تک اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے جس میں شریک اسلامی بہنوں کو اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کا ذہن دیا جاتا ہے۔
- صبح 9 سے دوپہر 2 بجے تک روحانی علاج کا بستہ لگایا جاتا ہے، جہاں دکھیاری اسلامی بہنوں کو روحانی علاج، کاٹ اور تعویذات و وظائف کی مفت سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔
- صبح 11 بجے مدرسۃ المدینہ بالغات بھی لگتا ہے جس میں تربیت یافتہ اسلامی بہنیں بڑی عمر کی خواتین کو درست قواعد و مخارج کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شرعی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت بھی کرتی ہیں۔
- فیضان آن لائن اکیڈمی ہوم کلاسز کی اسلامی بہنیں ہفتہ وار شیڈول بناتی ہیں۔
- ماہانہ دینی حلقے کا سلسلہ ہوتا ہے۔
- ماہِ رمضان میں درسِ تفسیرِ قرآن کا سلسلہ ہوتا ہے۔

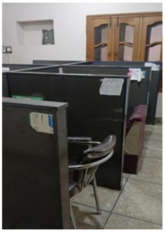

ib.darulsunnahpak@dawateislami.net